خلافت لائبریری ربوہ

احمدی احباب کی تعلیم و تربیت کے لئے

جمعرات | 20-نومبر1997ء

روزنامہ الفضل ربوہ

فون 213029

CPL 61

ایڈیٹر: نسیم سیفی

جلد 47-82 نمبر259 | جمعرات 19رجب-1418ھ 20نبوت 1376ھش 20نومبر1997ء

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ارشادات حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

وعظ کہنے والا اپنے اندر خاص قسم کی اصلاح کا موقعہ پالیتا ہے۔ کیونکہ لوگوں کے سامنے یہ ضروری ہوتا ہے کہ کم از کم اپنے عمل سے بھی ان باتوں کو کرکے دکھادے جو وہ کہتا ہے۔

بہرحال اگر ایک آدمی اپنی ہی غرض و منشاء کے لئے کوئی بھلی بات کہے تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ اس سے اس لئے اعراض کیا جاوے کہ وہ اپنی کسی ذاتی غرض کی بنا پر کہہ رہا ہے۔ وہ بات جو کہتا ہے وہ تو بجائے خود ایک عمدہ بات ہے۔ نیک دل انسان کو لازم ہے کہ وہ اس بات پر غور کرے جو وہ کہہ رہا ہے۔ یہ ضروری نہیں کہ ان اغراض و مقاصد پر بحث کرتا رہے جن کو ملحوظ رکھ کر وعظ کہہ رہا ہے۔ سعدیؒ نے کیا خوب کہا ہے۔

مرد باید کہ گیرد اندر گوش
گر نوشت است پند بر دیوار

(ملفوظات جلد اول 373)

دل اور زبان کو ایک کرنے کی کوشش کرو

(حضرت امام جماعت احمدیہ الاول)

ابی مخفی رنگ میں انسان کے اندر ہوتا ہے۔ کبھی زبان سے اقرار کرتا ہے۔ لیکن دل اس کے ساتھ متفق نہیں ہوتا۔ جس کا نتیجہ نفاق ہوتا ہے اور یہ نفاق آخر کار کفر تک بھی لے جاتا ہے۔ اس لئے دل اور زبان کو ایک کرنے کے لئے کوشش کرو۔ اور خدا تعالیٰ سے توفیق اور فضل چاہو۔ بعض لوگوں کے لئے ان کا مال و دولت خدمت گزاری۔ اور نیکی کا خیال بھی اس امر سے روک دیتا۔ اور ان کے لئے سد راہ ہو جاتا ہے۔ وہ سمجھتے ہیں کہ ہمیں اس کی کیا ضرورت ہے اگر ضرورت نہ تھی تو خدا تعالیٰ نے اس کو نازل کیوں فرمایا۔ وہ اس پر نہیں خدا تعالیٰ کے فعل و فضل پر ہنسی کرتے اور اس پر حکمت فعل کو لغو (اللہ کی پناہ) ٹھہراتے ہیں۔ اس لئے ہمارے دوستوں کو چاہئے کہ وہ نفس اور شیطان کے دھوکا سے ہمیشہ بچیں۔ اپنی کسی بات پر تکبر نہ ہو۔ کیونکہ وہی تکبر پھر کسی اور رنگ و صورت میں انکار کا باعث ہو جاویگا۔ یہ بہرحال زہر ہے۔ اس سے مطمئن ہو رہنا عقلمندی نہیں ہے۔

بعض نادان۔ ناحق شناس۔ مامور(-) کے آنے پر یہ کہہ اٹھتے ہیں کہ۔(-) یعنے اس وقت تک ہم ایمان نہیں لائیں گے جب تک ہم کو بھی وہی فیض اور فضل نہ دیا جاوے۔ جو (ان) کو دیا گیا ہے۔ یہ بھی محرومی کا بڑا بھاری ذریعہ ہے۔ جو لوگ ایمان کو مشروط کرتے ہیں وہ محروم رہ جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کی پروا نہیں کرتا۔ ہاں خدا تعالیٰ کسی کو خالی نہیں چھوڑتا۔ جو اس کی راہ میں صدق و ثبات سے قدم رکھتا ہے۔ وہ بھی اسی قسم کے انعامات سے بہرہ وافر لیتا ہے۔ جیسے فرمایا (-) جن لوگوں نے اپنے قول و فعل سے بتایا کہ ہمارا رب اللہ تعالیٰ ہے۔ پھر انہوں نے اس پر استقامت دکھائی۔ ان پر فرشتے نازل ہوتے ہیں۔ اس (-) سے معلوم ہوتا ہے کہ نزول ملائکہ سے پہلے دو باتیں ضروری ہیں۔ ربنا اللہ کا اقرار اور اس پر صدق و ثبات اور اظہار استقامت۔

(از خطبہ 16فروری 1905ء)

جب تک تم میں عمل صالح نہ ہو صرف ماننا فائدہ نہیں کرتا

(حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

پاکیزگی اختیار کرو

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں۔

اگر تم چاہتے ہو کہ تمہیں فلاحِ دارین حاصل ہو اور لوگوں کے دلوں پر فتح پاؤ تو پاکیزگی اختیار کرو۔ عقل سے کام لو اور کلام الٰہی کی ہدایات پر چلو' خود اپنے تئیں سنوارو اور دوسروں کو اپنے اخلاق فاضلہ کا نمونہ دکھاؤ۔ تب البتہ کامیاب ہو جاؤ گے۔ کسی نے کیا اچھا کہا ہے۔

سخن کز دل بروں آید نشیند لاجرم بردل

پس پہلے دل پیدا کرو۔ اگر دلوں پر اثر اندازی چاہتے ہو تو عملی طاقت پیدا کرو۔ کیونکہ عمل کے بغیر قولی طاقت اور لسانی قوت کچھ فائدہ نہیں پہنچا سکتی۔

(ملفوظات جلد اول ص 42)

درخواست دعا

○ محترم مولانا محمد دین صاحب شاہد مربی سلسلہ کی آنکھ کا موتیا کا اپریشن ہوا ہے۔ احباب سے محترم مولانا موصوف کی صحت عاجلہ کے لئے عاجزانہ درخواست دعا ہے۔

○ مکرم چوہدری عبدالمجید وڑائچ صاحب ایڈووکیٹ۔ وڑائچ ٹاؤن ربوہ کی اہلیہ بعارضہ کینسر بیمار چلی آرہی ہیں۔ موصوفہ کی صحت کاملہ وعاجلہ کے لئے درخواست دعا ہے۔

ولادت

○ محترم مولانا دین محمد شاہد صاحب ایم اے مربی سلسلہ لکھتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے میری بیٹی عزیزہ عائشہ صدیقہ صاحبہ اہلیہ ڈاکٹر محمود احمد صاحب شرما مقیم سویڈن کو مورخہ 4۔ اکتوبر 1997ء کو دو بیٹیوں کے بعد پہلا بیٹا عطا فرمایا ہے۔ جس کا نام حضرت صاحب نے مغفور احمد عطا فرمایا ہے۔

نومولود مکرم میجر (ر) عبدالحمید صاحب شرما کا پوتا اور مکرم قاری محمد امین صاحب سابق محاسب صدر انجمن احمدیہ کا پڑنواسہ ہے احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے نومولود کو دینی و دنیاوی نعمتوں سے نوازے۔

○ ناظم اصلاح وارشاد و دعوت الی اللہ نوشہرہ مکرم طاہر احمد صاحب کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے پہلا بیٹا عطا کیا ہے۔ حضرت صاحب نے ازراہ شفقت بیٹے کا نام نجیب احمد عطا فرمایا ہے۔ نومولود مکرم چوہدری محمد رشید صاحب ارشد سابق ناظم ضلع انصاراللہ نوشہرہ کا پوتا اور مکرم کرنل پرویز احمد صاحب آف راولپنڈی کا نواسا نیز مکرم ڈاکٹر محمد صدیق صاحب رفیق حضرت بانی سلسلہ کا پڑپوتا ہے۔ احباب سے نومولود کی درازی عمر اور نیک ہونے کے لئے درخواست دعا ہے۔

○ اللہ تعالیٰ نے مکرم شمشاد احمد قمر صاحب مربی سلسلہ کو مورخہ 97-11-10 بیٹی عطا فرمائی۔ نومولودہ کا نام طوبیٰ احمد تجویز ہوا ہے۔ بچی مکرم رحمت اللہ صاحب آف تخت ہزارہ کی پوتی اور مکرم محمد شفیع صاحب (وفات یافتہ) ٹاؤن شپ لاہور کی نواسی ہے۔

بچی کے نیک' صالحہ اور والدین کے لئے قرۃ العین ہونے کی درخواست دعا ہے۔

روزنامہ
الفضل
ربوہ

پبلشر : آغا سیف اللہ - پرنٹر : قاضی منیر احمد
مطبع : ضیاء الاسلام پریس - ربوہ
مقام اشاعت : دارالنصر غربی - ربوہ

قیمت
2 روپے 50 پیسے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

20 نبوت 1376 ھش 20 نومبر 1997ء

بھائی بھائی بن جائیں

ہر وہ شخص جو خدا تعالیٰ کی ذات پر ایمان لاتا ہے اور اس کی صفات کو جانتا ہے اس کی یقیناً یہ خواہش ہے کہ خدا تعالیٰ اس سے راضی ہو جائے اور راضی رہے۔ ایسا تو کوئی شخص بھی نہیں ہو سکتا جو کہے کہ مجھے خدا تعالیٰ کی رضا کی کوئی پرواہ نہیں۔ یہ الگ بات ہے کہ انسان اپنی کمزوری کے باعث ہر وہ بات نہ کر سکے جس سے خدا راضی ہوتا ہے اور کوئی ایسی بات کرلے جس سے خدا ناراض ہوتا ہے۔ لیکن وہ چاہتا یہی ہے کہ خدا تعالیٰ اس سے راضی ہو۔ عام طور پر جو لوگ بہت زیادہ عبادت کرتے ہیں یا عبادت کے مختلف طریقے ایجاد کر کے ان طریقوں کے مطابق عبادت کرتے ہیں ان کی دلی خواہش بھی یہی ہوتی ہے کہ خدا تعالیٰ ان سے راضی ہو جائے۔ پس ہر انسان کی یہ خواہش ہونے کی وجہ سے ہم میں سے ہر شخص کے لئے یہ لازم آتا ہے کہ ہم یہ معلوم کریں کہ خدا تعالیٰ راضی ہوتا کس طرح ہے۔ وہ کونسی باتیں ہیں جو خدا تعالیٰ کو پسند ہیں اور اگر ہم وہ کریں تو وہ ہم سے راضی ہو جاتا ہے۔ ایک بات جس کی طرف حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ (ہماری دلی دعائیں آپ کے لئے) نے ہماری توجہ مبذول کروائی ہے وہ یہ ہے کہ انسان آپس میں پیار کرنے لگیں۔ انسان' ساری دنیا کے انسان' خدا تعالیٰ کی مخلوق ہیں اور یقیناً ہر شخص چاہے وہ کیسا ہی کیوں نہ ہو خدا تعالیٰ کی مخلوق ہونے کی وجہ سے اپنے اوپر خدا تعالیٰ کی نگاہ رکھنے والا ہے۔ یعنی وہ خدا تعالیٰ کی نگاہ میں ہے۔ خدا تعالیٰ نے تو انسانوں کو اپنی عیال بھی کہا ہے اور اپنی عیال سے کون محبت نہیں کرتا۔؟

پس ایک طریق جو حضرت صاحب نے بتایا ہے وہ یہ ہے کہ تمام انسان ایک دوسرے سے پیار کریں اور اس طرح پیار کریں گویا کہ وہ آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ اور بھائی بھائی بھی ایسے کہ ایک ہی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوئے ہیں۔ کیونکہ جو پیار سگے بھائیوں میں ہو سکتا ہے وہ عام طور پر منہ بولے بھائیوں میں تو نہیں ہو سکتا۔ پس نہ صرف یہ کہ ہم ایک دوسرے سے پیار کریں بلکہ ایک دوسرے سے سگے بھائیوں جیسا پیار کریں۔ بعض اوقات کسی سے پیار اس لئے نہیں کیا جاتا کہ وہ کچھ ایسے کام کرتا ہے جسے ہم غلط سمجھتے ہیں۔ جنہیں مذہبی اصطلاح میں گناہ کہا جا سکتا ہے۔ حضرت صاحب نے فرمایا ہے کہ اپنے بھائی کے گناہ بخشو۔ اگر کسی نے کوئی گناہ کرنا ہی نہیں۔ آپ چاہتے ہیں کہ ہر شخص بالکل پاک صاف ہو تو گناہ کے بخشنے کا سوال ہی کہاں پیدا ہوتا ہے۔ جب یہ کہا جاتا ہے کہ اپنے بھائی کے گناہ بخشو تو اس کی پس پشت یہ بات ہوتی ہے کہ گناہ بھی سرزد ہو گا اور اگر کسی سے گناہ سرزد ہو تو بجائے اس کے کہ اس کو چھوڑ دیا جائے یا اس سے نفرت کی جائے اس کے گناہ بخشنے چاہئیں۔ گناہوں سے توبہ کی نصیحت کرتے ہوئے اسے اپنے سینے کے ساتھ لگا لینا چاہئے۔ چاہے اس نے جو کچھ کیا ہے وہ ہم سے ہی متعلق کیوں نہ ہو۔ اور ہم اسے پسند نہ کرتے ہوں۔ لیکن انسان بدل سکتا ہے اور انسان بدلتے رہتے ہیں۔ کوئی کتنا ہی برا کیوں نہ ہو وہ ایک وقت میں اچھا بھی بن سکتا ہے اور بہت اچھا بھی بن سکتا ہے۔

پس یہ سمجھ لینا کہ کوئی شخص کوئی برا کام کرتا ہے تو ہمیں اسے چھوڑ دینا چاہئے درست نہیں ہے۔ ہمیں اسے نصیحت کرنی چاہئے اور اسے اپنے ساتھ ملانا چاہئے۔ اس سے محبت کرنی چاہئے اور سگے بھائیوں جیسی محبت کرنی چاہئے۔ جو شخص ایسا نہیں کرتا دوسروں کی برائی کا ذکر کرتا ہے اور ان سے پرے ہٹتا ہے اور ان کے گناہوں کو یعنی ان کی غلطیوں کو معاف نہیں کرتا۔ حضرت صاحب فرماتے ہیں کہ اس کا مجھ میں کوئی حصہ نہیں ہے۔ اور جس کا حضرت صاحب میں کوئی حصہ نہیں وہ اپنے آپ کو احمدیہ جماعت کا رکن ہی ثابت نہیں کر سکتا۔ حضرت صاحب کا حصہ ہونے کے لئے یہ نہایت ضروری ہے کہ ہم وہ کچھ کریں جو وہ کہتے ہیں اور انہوں نے ایک بات یہ کہی ہے کہ اپنے بھائی کے گناہ بخشو۔

پس ہم سگے بھائیوں کی طرح ہو جائیں اور ایک دوسرے کے گناہ بخشیں یعنی قریب رہیں۔ دور نہ کریں۔ کسی کو اپنے سے اس لئے دور نہ کریں کہ اس کے اندر کوئی برائی موجود ہے۔ ڈرنا چاہئے خدا تعالیٰ کی لعنت سے نہ کہ انسانوں کی لعنت سے۔ کوئی شخص اگر اس لئے آپ کو برا کہے کہ آپ نے کسی برے کو نصیحت کی ہے اور بہتر بنانے کی کوشش کی ہے تو اس کی ہرگز پرواہ نہ کیجئے۔ خدا تعالیٰ کو یہ بات پسند ہے۔ وہ خود قدوس اور غیور ہے اور ہر شخص سے چاہتا ہے کہ وہ اس کا قرب حاصل کرے۔

پس آیئے ہم سگے بھائیوں کی طرح بن جائیں۔ آیئے ہم ایک دوسرے کے گناہ بخشیں۔ آیئے ہم بدی سے احتراز کریں۔

ان باتوں کے ساتھ ساتھ حضرت صاحب نے یہ بھی فرمایا ہے کہ خیانت کرنے والا خدا کا قرب حاصل نہیں کر سکتا۔ خیانت کے بہت سے پہلو ہیں اور ایک یہ پہلو بھی ہے کہ انسان کسی میں بدی دیکھ کر اس کو اپنے سے دور کر دے۔ بجائے اس کے کہ اسے نصیحت کرے وہ اس سے نفرت کرنے لگے اور اسے دور کر دے۔

پس ہمیں چاہئے کہ ہم سب کو اپنے قریب لانے کی کوشش کریں اور اس طرح خدا تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کا باعث بنیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس بات کی توفیق دے کہ ہم ان باتوں سے خدا تعالیٰ کو راضی کر سکیں۔ اور اس طرح اس کا قرب ہمیں حاصل ہو۔ اے خدا تو ایسا ہی کر۔

خود کو پہچان کر سفر پر چل
چل' مگر ایک ہی ڈگر پر چل
راستہ صاف ہے کہ ہے ناصاف
آبلہ پا ہے تُو تو سر پر چل
ان کا ہو کر' انہیں کا ہو جا تُو
اپنا گھر چھوڑ' ان کے گھر پر چل

ابوالاقبال

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ارشادات حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع

افکارِ عالیہ

حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع فرماتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ سوالیہ رنگ میں اس حقیقت کا اظہار فرما رہا ہے کہ کون ہے جو خدا کے سوا بھی تمہاری بے قرار دعاؤں کو یعنی تم میں سے ایسے بے قراروں کی دعاؤں کو جو مجبور اور لاچار ہو چکے ہوں سنتا ہے اور پھر ان سے برائی اور تکلیف کو دور فرما دیتا ہے۔ (-) اور وہ تمہیں زمین میں خلفاء بنانے والا ہے یعنی تم زمین کے وارث بننے والے ہو۔ (-) کیا خدا کے سوا بھی کوئی ہے جو یہ سب کچھ کر سکے (-) تم تو ادنیٰ سا بھی تدبر نہیں کرتے' کوئی نصیحت نہیں پکڑتے۔

اس (-) میں اللہ تعالیٰ نے نہ صرف مضطر کے ساتھ دعا کے تعلق کو وضاحت کے ساتھ بیان فرمایا بلکہ ساتھ ہی .... مستقبل کے متعلق ایک عظیم الشان خوشخبری دی کہ بالآخر تم زمین کے وارث بننے والے ہو۔ (-) مستقبل کی ایک معین خبر ہے۔ یہ نہیں فرمایا گیا کہ کون ہے جو خدا کے سوا تمہیں خلفاء بنا سکتا ہے بلکہ معین خبر دی جا رہی ہے (-) تم لازماً اس زمین میں خلفاء بننے والے ہو۔ اور خلفاء الارض سے مراد یہ ہے کہ بالآخر زمین کے وارث تم ہی بنائے جاؤ گے اور اس دنیا کی تقدیر کا فیصلہ تمہارے ذریعہ ہو گا۔

آج کی دنیا میں یہ اعلان بہت عجیب معلوم ہوتا ہے (-) ایک بہت ہی عجیب اور بہت ہی عظیم الشان دعویٰ تھا۔ ہر چند کہ آج بھی اس دعویٰ سے تعجب ہوتا ہے گزرے ہوئے کل میں تو یہ تعجب اور بھی زیادہ ناممکنات کی حدود میں داخل ہوتا ہوا دکھائی دیتا ہے۔ مگر ایسا بھی ہو گا کیونکہ خدا کا کلام بہرحال پورا ہو کر رہتا ہے' دنیا کی کوئی تقدیر' دنیا کی کوئی طاقت' دنیا کی کوئی تدبیر اسے بدل نہیں سکتی۔

پس آج جبکہ دنیا میں ایک طرف سیاست کے دھارے رواں دواں ہیں اور دنیا کی قومیں یہ سمجھ رہی ہیں کہ بالآخر انسانوں کی تقدیر ان کے باہمی جنگ وجدال کے ذریعہ ان میں سے ایک کے غلبہ پانے کے بعد طے ہو گی اور انسانوں کی تقدیر کی کنجیاں غلبہ پانے والوں کے ہاتھوں میں تھمائی جائیں گی' (کلام الٰہی) اس کے برعکس ایک اعلان کر رہا ہے۔ اور (کلام الٰہی) کے اعلان کے مطابق آج بھی وہی لوگ خدا کی زمین کے وارث ہیں اور کل بھی وہی وارث بننے والے ہیں جو خدا تعالیٰ سے دعاؤں کا تعلق جوڑتے ہیں اور قبولیت دعا کے نشان پاتے ہیں۔ آج جس قوم میں بھی یہ علامتیں پائی جاتی ہیں لازماً وہی ہے جس کے ساتھ آئندہ انسانیت کا مستقبل وابستہ ہو چکا ہے۔

جہاں تک جماعت احمدیہ کے تجربے کا تعلق ہے یہ تجربہ ایک یا دو اشخاص تک محدود نہیں' یہ تجربہ اس نوع کا تجربہ نہیں کہ بعض جماعتیں اپنے پیروں کی روحانیت سے زندہ ہوں اور ان کی قبولیت دعا کے نشان دیکھ کر ان کی روحانیت پلتی ہو جماعت احمدیہ روحانی لحاظ سے ایک ایسی زندہ عالمگیر جماعت ہے کہ زمین کے کناروں تک جہاں بھی جماعت احمدیہ پائی جاتی ہے وہ خدا تعالیٰ کے ساتھ براہ راست تعلق کے نشان دیکھ رہی ہے وہ نشان ہی اس کی زندگی کی غذا ہیں اور وہی آئندہ مستقبل میں اس کے لئے یقین کا سامان پیدا کرتے ہیں۔ دنیا جس قسم کی مخالفتیں بھی چاہے کرے جس قسم کے اندھیرے بھی ہمارے سامنے ہماری راہ روکتے ہوئے دکھائی دیں' دعا کا تعلق ایسا تعلق ہے' یہ ایک ایسا ہتھیار ہے جو ہر قسم کی مخالفتوں پر بالآخر غالب آنے والا ہے اور یہ ہر قسم کے اندھیروں کے سینے چیرنے کی طاقت رکھتا ہے۔ روزانہ مجھے جو سینکڑوں خطوط موصول ہوتے ہیں ان میں بکثرت قبولیت دعا کے نشانات کے ذکر پر مبنی خطوط بھی ہوتے ہیں۔ کہیں کوئی احمدی فجی کے دور دراز جزیرے بیٹھا رات کو دعا کرتا ہے اور صبح اس کی قبولیت کا نشان دیکھتا ہے اور قلم اٹھاتا ہے اور مجھے لکھنے لگتا ہے (-) کہ آج میرا ایمان کل کی نسبت زیادہ مضبوط ہے۔ کہیں کوئی احمدی امریکہ کے مادہ پرست علاقوں میں جو بظاہر آباد لیکن درحقیقت روحانیت سے عاری اور سنسان علاقے ہیں وہاں کسی ذاتی ضرورت کے لئے یا جماعتی ضرورت کے لئے دعا کرتا ہے اور خدا تعالیٰ اسے رؤیا میں وقت سے پہلے معین طور پر اطلاع دیتا ہے کہ ہاں میں نے تمہاری دعا کو سنا اور ایسا ہی ہو گا۔ چنانچہ اس کے بعد جب وہ اس دعا کو اس پیغام کو عملاً تعبیر کی صورت میں ڈھلتا ہوا دیکھتا ہے تو قلم اٹھاتا ہے اور مجھے لکھتا ہے کہ آج میں نے خدا کے قرب کا یہ نشان پایا اور یہ سب احمدیت کی برکت سے ہے۔ یہ واقعات دنیا میں ہر جگہ ہو رہے ہیں۔ پاکستان میں بھی ہو رہے ہیں اور پاکستان سے باہر بھی ہو رہے ہیں' مشرق میں بھی ہو رہے ہیں اور مغرب میں بھی ہو رہے ہیں۔ یورپ میں بھی ہو رہے ہیں اور امریکہ میں بھی ہو رہے ہیں۔ دنیا کا کوئی خطہ ایسا نہیں جو احمدیت کے نور سے منور نہ ہو چکا ہو اور وہاں اللہ تعالیٰ قبولیت دعا کے ذریعہ اپنے قرب کے نشان ظاہر نہ فرما رہا ہو۔

محض گنتی کے چند واقعات نمونہ کے طور پر آج میں نے چنے ہیں تا کہ آپ کو بتاؤں اور یقین دلاؤں کہ (کلام الٰہی) (-) کی رو سے آپ ہی ہیں جن کے ذریعہ انسان کی تقدیر بنائی جائے گی کیونکہ آپ کے اندر قبولیت دعا کے نشان پائے جاتے ہیں اور لامحدود نشان پائے جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ دنیا کے کونے کونے میں جہاں جہاں بھی احمدی آباد ہیں خدا تعالیٰ براہ راست ان سے تعلق رکھتا ہے' کبھی ان کی دعائیں سنتا ہے کبھی ان کے لئے دعائیں سنتا ہے۔ ڈھاکہ کے ایک احمدی دوست اپنے ایک .... دوست کے متعلق جو احمدی نہیں یہ لکھتے ہیں کہ میں ان کو سلسلے کا لٹریچر بھی دیتا رہا اور کیسٹیں بھی سناتا رہا جس سے رفتہ رفتہ ان کا دل بدلنے لگا۔ جماعت کے لٹریچر سے ان کو وابستگی پیدا ہو گئی اور وہ شوق سے لٹریچر مانگ کر پڑھنے لگے۔ اس دوران ان کی آنکھوں کو ایک ایسی بیماری لاحق ہو گئی کہ ڈاکٹروں نے یہ کہہ دیا کہ تمہاری آنکھوں کا نور جاتا رہے گا اور جہاں تک دنیاوی علم کا تعلق ہے ہم کوئی ذریعہ نہیں پاتے کہ تمہاری آنکھوں کی بصارت کو بچا سکیں۔ اس کا حال جب اس کے غیر احمدی دوستوں کو معلوم ہوا تو انہوں نے طعن و تشنیع شروع کر دی اور یہ کہنے لگے اور پڑھو احمدیت کی کتابیں۔ یہ احمدیت کی کتابیں پڑھ کر تمہاری آنکھوں میں جو جہنم داخل ہو رہی ہے اس نے تمہارے نور کو خاکستر کر دیا ہے' یہ اس کی سزا ہے جو تمہیں مل رہی ہے۔ انہوں نے اس کا ذکر بڑی بے قراری سے اپنے احمدی دوست سے کیا۔ انہوں نے کہا تم بالکل مطمئن رہو تم بھی دعائیں کرو میں بھی دعائیں کرتا ہوں اور اپنے امام کو بھی میں دعا کے لئے لکھتا ہوں اور پھر دیکھو اللہ کس طرح تم پر فضل نازل فرماتا ہے۔ چنانچہ کہتے ہیں اس واقعہ کے بعد چند دن کے اندر اندر ان کی آنکھوں کی کایا پلٹنی شروع ہوئی اور دیکھتے دیکھتے سب نور واپس آ گیا۔ جب دوسری مرتبہ وہ ڈاکٹر کو دکھانے گئے تو ڈاکٹر نے کہا اس خطرناک بیماری کا کوئی بھی نشان میں باقی نہیں دیکھتا۔

عبدالباسط صاحب (مربی) جرمنی سے لکھتے ہیں کہ نورمبرگ میں ایک دلچسپ واقعہ ہوا۔ ایک احمدی دوست نے مجھے (انہوں نے اپنے خط میں لکھا ہے حضرت صاحب کو) خط لکھ رہے تھے۔ ایک عرب دوست نے پوچھا آپ کیا کر رہے ہیں کس کو خط لکھ رہے ہیں؟ انہوں نے کہا کہ میرا کیس عدالت میں چل رہا ہے' اس کے فیصلے کا دن قریب آ رہا ہے۔ میں بہت پریشان ہوں' ہم اپنے امام کو دعاؤں کے لئے خط لکھتے ہیں وہ ہمارے لئے دعائیں کرتے ہیں اللہ تعالیٰ فضل فرماتا ہے۔ میں نے دنیا کی تدبیریں تو کر لی ہیں اب میں یہ تدبیر بھی کر رہا ہوں یعنی اپنے امام کو دعا کے لئے خط لکھ رہا ہوں۔ کچھ دن بعد اس کیس کا فیصلہ ہوا اور ہوا بھی ان کے حق میں۔ اس عرب دوست نے متاثر ہو کر ان سے کہا کہ میرے لئے بھی دعا کا خط لکھو۔ چنانچہ انہوں نے یہ واقعہ لکھا اور اپنے عرب دوست کے لئے بھی دعا کی درخواست کی۔ کچھ دن کے بعد اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان کا کیس بھی منظور ہو گیا۔ دنیا کی نظر میں تو یہ ایک اتفاقی واقعہ بھی ہو سکتا ہے لیکن دونوں صورتوں میں اللہ تعالیٰ نے ان کے اطمینان قلب کی خاطر یہ بھی کیا کہ جس دن احمدی دوست کو میرا جواب ملا ہے اسی دن ان کا کیس منظور ہوا۔ اور اسی طرح جس دن اس عرب دوست کو میری طرف سے اطمینان کا پیغام ملا ان کا کیس بھی اسی دن منظور ہوا۔ جہاں تک ان دونوں کے دل کا تعلق ہے وہ تو اپنے رب سے بہت راضی ہوئے اور کامل طور پر ان کے دل اس یقین سے بھر گئے کہ دنیا کا ایک خدا ہے جو مضطر کی دعا کو سنتا ہے۔ کبھی اس کی دعا کو خود اس کے لئے اور کبھی کسی اور مضطر کی دعا کو اس کے لئے سن لیتا ہے۔ وہ کہتے ہیں جب یہ بات مشہور ہوئی تو ایک اور غیر احمدی دوست نے اپنے پاکستانی احمدی دوست سے درخواست کی کہ ہمارے خاندان کا ایک فرد لمبے عرصہ سے بیمار چلا آ رہا ہے اور ڈاکٹروں کو کچھ سمجھ نہیں آ رہی کہ اس کی بیماری ہے کیا اور دن بدن پریشانی بڑھتی چلی جا رہی ہے اس لئے میرے لئے بھی دعا کا خط لکھو۔ چنانچہ انہوں نے ان باتوں کا حوالہ دیتے ہوئے مجھے اس دوست کے لئے بھی دعا کے لئے لکھا۔ اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا ایک دن ڈاکٹروں نے اس کی اصل بیماری کی تشخیص کر لی اور دیکھتے ہی دیکھتے وہ مریض شفا پا گیا۔ اس میں بھی لطف کی بات یہ تھی کہ جب میرا خط ان کو ملا تو دعا کرنے کی تاریخ وہی تھی جس دن اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے ان ڈاکٹروں کو صحیح تشخیص کی توفیق عطا فرمائی۔

ان واقعات کے اظہار سے میرا مقصد یہ نہیں کہ میں جماعت کو ایک ایسی پیرپرستی کی تعلیم دوں جس کو جماعت احمدیہ نہ صرف یہ کہ قبول نہیں کرتی بلکہ جس کے خلاف جہاد کی تعلیم دیتی ہے۔ ..... میرا لمبا تجربہ مجھے بتاتا ہے کہ میری دعا کی قبولیت میں دعا کے لئے لکھنے والے کا خلوص اور اس کے ایمان کے معیار کا گہرا تعلق ہوتا ہے اور اس کی اپنی دعاؤں کا بھی بہت دخل ہوتا ہے۔ اگر سچے خلوص اور پیار اور محبت کے ساتھ منصب (امامت) سے وابستگی کے اظہار کے طور پر کوئی دعا کے لئے لکھتا ہے تو بسا اوقات اس کے حق میں غیر معمولی طور پر دعائیں قبول ہوتی ہیں اور اگر اس معیار میں کمی پیدا ہو جائے یا کچھ اور عناصر ایسے داخل ہو جائیں جن کو خدا تعالیٰ پسند نہیں فرماتا پھر ایسے لوگوں کے حق میں دعاؤں کی قبولیت اس شان کے ساتھ اس وضاحت کے ساتھ جلوہ افروز نہیں ہوتی۔

ایران سے ڈاکٹر فاطمہ الزہراء لکھتی ہیں کہ میرا اکلوتا بیٹا دائیں ٹانگ کی کمزوری کی وجہ سے بیمار ہوا اور دن بدن حالت بگڑنے لگی یہاں تک کہ وہ لنگڑا کر چلنے لگا۔ ماہر امراض کو دکھایا گیا لیکن کوئی تشخیص نہ ہو سکی اور انہوں نے اس کی صحت کے متعلق مایوسی کا اظہار کیا۔ وہ کہتی ہیں مجھے اچانک دعا کا خیال آیا اور اس خیال کے ساتھ میں نے خود بھی دعا کی اور آپ کو بھی دعا کے لئے خط لکھا اللہ تعالیٰ کی شان ہے کہ وہ مریض جسے ڈاکٹروں نے لاعلاج قرار دے دیا تھا اسی دن سے روبصحت ہونے لگا اور باوجود اس کے کہ ڈاکٹروں کو اس کی بیماری کی کچھ سمجھ نہیں آ رہی تھی اس لئے وہ علاج کرنے سے بھی معذور تھے اس دن سے دیکھتے دیکھتے اس کی حالت بغیر علاج کے بدلنے لگی اور اللہ کے فضل سے اب بوقت تحریر وہ بالکل صحیح ہے۔

بنگلہ دیش کے امیر صاحب ایک دلچسپ واقعہ لکھتے ہیں۔ کہتے ہیں ایک احمدی دوست کا چندہ بقایا تھا اور وہ غربت کی وجہ سے ادا نہیں کر سکتے تھے لیکن احساس بہت تھا اور بہت بے قرار تھے۔ چنانچہ ایک دفعہ انہوں نے مجھے آ کر کہا کہ چندہ کا بوجھ میرے سر پر ہے' میں سخت بے قرار ہوں کیونکہ اس کی ادائیگی کی کوئی صورت نظر نہیں آتی۔ میرے پاس ایک ناریل کا درخت ہے اور

باقی صفحہ 6 پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یاد رفتگان

محترم پروفیسر محمد عثمان صدیقی صاحب

اہلیہ پروفیسر محمد عثمان صدیقی صاحب

پروفیسر محمد عثمان صدیقی صاحب مورخہ 6 جون 1920ء کو موضع سوہاوہ نزد منڈی بہاؤالدین میں ایک نیک اور غریب گھرانے میں پیدا ہوئے۔ موصوف کے والد محترم حکیم محمد صدیق صاحب (رفیق حضرت بانی سلسلہ) ایک نیک اور درویش منش انسان تھے۔ مالی حالت کمزور تھی کوئی مستقل ذریعہ معاش نہ تھا۔ کبھی لکڑی کا ٹال لگا لیا کرتے تھے اس میں خسارہ ہوا تو صابن سازی شروع کر دی۔ غرضیکہ کافی عسرت میں دن گزارے۔ حکیم محمد صدیق صاحب کا میرے تایا جان حکیم احمد دین صاحب آف شاہدرہ (لاہور) کے پاس اٹھنا بیٹھنا تھا۔ لہذا حکیم محمد صدیق صاحب نے حکیم احمد دین صاحب سے چند نسخے سیکھے اور پھر حکمت کا کام شروع کر دیا اور اس سے ہی اپنے گھر کا انتظام چلاتے رہے۔ یہ باتیں میرے تایا جان حکیم احمد دین صاحب بھی بتایا کرتے تھے اور میرے خاوند پروفیسر محمد عثمان صدیقی صاحب بھی بتایا کرتے تھے۔ جب میں ان کے گھر بیاہی گئی تو پروفیسر صاحب اپنے بچپن کے حالات بتایا کرتے تھے موصوف بتاتے تھے کہ

جب میں سکول میں داخل ہوا تو اس وقت ہمارے پاس سکول کی فیس ادا کرنے کے لئے پیسے نہیں ہوتے تھے میرے والد صاحب کے چچا محترم فخرالدین صاحب (محترم یعقوب طاہر صاحب زود نویس کے والد) ہی میری فیس اور یونیفارم کا انتظام کیا کرتے تھے۔ جب میں نے پانچویں کا امتحان پاس کیا تو میرے والد صاحب مجھے ایک لوہار کی دوکان پر کام سیکھنے کے لئے چھوڑ آئے لیکن میں سارا دن وہاں بیٹھ کر روتا رہا شام کو گھر واپس آکر میں نے کہا کہ مجھے پڑھنا ہے پھر مجھے سکول میں داخل کروا دیا گیا اور میں نے سکول سے آٹھویں جماعت کا امتحان پاس کرنے کے بعد مدرسہ احمدیہ میں داخلہ لے لیا اور یہاں سے مولوی فاضل کا امتحان پاس کیا۔ اس کے بعد حضرت میر محمد اسحاق صاحب نے میڑ سکول میں بطور ٹیچر تقرر فرمایا اور اسی دوران میٹرک کا امتحان پاس کیا میٹرک کا رزلٹ ابھی نہیں نکلا تھا کہ والدین نے شادی کا بندوبست کر دیا۔ شادی کے لئے رقم کا بالکل کچھ انتظام نہ تھا مگر اللہ تعالیٰ کے فضل سے 11 مارچ 1945ء کو بخیریت انجام پا گئی یہ رشتہ میرے چچا جان کیپٹن محمد سعید صاحب کی اہلیہ نے کرایا تھا۔

شادی کے بعد جامعہ احمدیہ میں کچھ عرصہ زیر تعلیم رہے اور مربی بنے۔ شادی کے اوائل نو ماہ کا عرصہ گھر میں گزارا۔ چونکہ پروفیسر محمد عثمان صدیقی صاحب کے مالی حالات بہت ماندہ تھے مگر میں نے ان کے ساتھ اللہ کے فضل سے انتہائی صبر و شکر سے وقت گزارا۔ نو ماہ کا عرصہ گزرنے کے بعد قدرت ثانیہ کے مظہر ثانی نے موصوف کو بطور مربی اٹلی بھیجنے کا حکم صادر فرمایا اور آپ قادیان کے دیگر مربیان کے ہمراہ اٹلی کے لئے مورخہ 18 دسمبر 1945ء کو روانہ ہوئے۔ جب قادیان ریلوے اسٹیشن سے گاڑی روانہ ہوئی تو اتنا ہجوم تھا کہ پلیٹ فارم نعروں سے گونج اٹھا۔ آپ قادیان سے بمبئی بذریعہ ٹرین پہنچے پھر وہاں سے بحری سفر شروع کیا 23 دن کے بعد لندن پہنچے چھ ماہ لندن قیام کیا اس کے بعد جولائی 1946ء میں لندن سے اٹلی پہنچے وہاں داعی الی اللہ کے فرائض انجام دیئے۔ وہاں کے حالات سناتے ہوئے بتاتے تھے کہ جب ہندوستان تقسیم ہوا تو جماعت کے مسائل کی وجہ سے خرچ نہ پہنچ سکا اور کچھ عرصہ بے حد تکلیف میں گزارا لیکن اس حالت میں بھی بصد صبر و شکر اپنے مشن کو جاری رکھا۔ آپ بتاتے تھے کہ ایک دن میں نے اپنے کچھ کپڑے بیچ کر روٹی پانی کا یوں بندوبست کیا کہ وہاں کے سکے کے مطابق دو پیسے کی ایک پلیٹ چاول کی لیتی اور ایک سائیڈ پر بیٹھ کر کھا لیا کرتا تھا۔ ایک دفعہ کا واقعہ یوں سناتے تھے کہ ایک دن جب یہ رقم بھی ختم ہو گئی تو انتہائی پریشانی کے عالم میں ایک باغ میں جا کر بیٹھ گیا اور اللہ سے دعا گو ہوا کہ اے اللہ تو مدد فرما اتنے میں ایک عورت جو کہ عمر رسیدہ تھی ایک ہاتھ میں چھتری اور دوسرے میں ٹوکری پکڑ رکھی تھی میری طرف آئی۔ لیکن میں وہاں سے جلدی سے اٹھ گیا اور خوف خدا سے سرشار ہو کر کہا کہ یا اللہ یہ کیسی عورت ہے تو مجھے اس کے شر سے محفوظ فرما اور دوسری طرف پڑے بنچ پر جا کر بیٹھ گیا لیکن وہ عورت پھر میرے پیچھے میرے پاس آ پہنچی اور یوں مخاطب ہوئی کہ تم کون ہو؟ کہاں سے آئے ہو؟ میں نے جواب دیا کہ میں مربی ہوں ہمارے آقا نے ہمیں دعوت الی اللہ کے لئے بھیجا ہے اور ہندوستان سے آیا ہوں۔ پھر اس نے پوچھا کہ آپ اتنے پریشان کیوں ہیں؟ وجہ بتانے پر وہ مجھے اپنے گھر لے گئی مجھے کھانا کھلایا اور کچھ رقم دی اور کہنے لگی کہ کبھی کبھی آ جایا کرنا۔ لیکن میں بعد میں اس کے گھر کبھی نہیں گیا۔ (یہ ساری گفتگو اطالوی زبان میں ہوئی کیونکہ آپ کو اطالوی زبان پر مکمل عبور تھا) پھر ایک لڑکا میرا دوست بن گیا اس کے ذریعے کچھ کام شروع کیا۔ وہ مجھے کہتا تھا کہ آپ سٹال لگا لیا کریں لیکن مجھے دوکانداری کا تجربہ نہ تھا۔ ایک دن وہ مجھے سگریٹ کے چند ڈبے دے گیا کہ یہ بیچا کریں قیمت ان کے اوپر لکھی ہے لوگ قیمت خود بخود رکھتے جائیں گے اور سگریٹ لیتے جائیں گے یہ کام بھی ہفتہ دس دن کیا۔ لیکن میری اصل خواہش یہ تھی کہ اگر ٹیوشن مل جائے تو یہ بہتر ہے اکثر دعا گو رہتا۔ بالآخر دو لڑکے مجھے ٹیوشن پڑھنے والے مل گئے اور میں بہت خوش ہوا باقی وقت ٹیوشن سے جو رقم ملتی اسی میں بصد شکر گزر اوقات کرتا رہا۔ تھوڑے عرصے بعد واپس لندن بلا لیا گیا۔ لندن سے پھر جنوبی افریقہ (سیرالیون) میں بھیج دیا گیا اس طرح مزید چار سال کا عرصہ سیرالیون میں دعوت الی اللہ کے فرائض انجام دینے میں گزارا سیرالیون میں چار سال گزارنے کے بعد پاکستان واپس جانے کا حکم ہوا۔ سیرالیون سے گولڈ کوسٹ پہنچا۔ جہاز لیٹ ہونے کی وجہ سے چند دن یہاں گزارنے کے بعد سوڈان پہنچے ایک ماہ سوڈان قیام کیا۔ یہاں ایک ماہ قطعہ سازی کا کام کیا اور واپس پہنچنے کے لئے کچھ رقم اکٹھی کی۔ یہاں ایک ہندوستانی آباد تھا جو بھی مربی آتا اس کے پاس قیام کرتا میں بھی اس کے پاس ٹھہرا میں سیزیاں اور قطعے بنا کر اسے دیتا اور وہ بازار بیچ آیا کرتا تھا اور اس طرح کچھ پیسے اسے دے دیتا اور کچھ اپنے پاس رکھ لیتا۔ بالآخر ایک ماہ سوڈان کے قیام کے بعد 52-10-9 کو چھ سال آٹھ ماہ کا عرصہ بیرون ملک گزارنے کے بعد واپس پاکستان پہنچے۔ باقی کا عرصہ پھر ربوہ (پاکستان) میں گزارنے کے بعد 8- اگست 1997ء کو داغ مفارقت دے کر خالق حقیقی سے جا ملے۔

وطن واپسی پر پہلے جامعہ نصرت ربوہ میں بطور ٹیچر کام کرتے رہے اسی دوران ایف۔ اے بی۔ اے کے امتحان پرائیویٹ طور پر پاس کئے۔ اور پھر پنجاب یونیورسٹی سے ایم۔ اے اسلامیات اور ایم۔ اے عربی کی ڈگریاں حاصل کیں۔ کچھ عرصہ ٹی آئی کالج ربوہ میں بطور پروفیسر کام کرنے کے بعد 1961ء میں آپ کا گھٹیالیاں میں بطور پروفیسر تقرر کیا گیا۔ سات سال وہاں تدریسی فرائض انجام دینے کے بعد پھر ربوہ تعلیم الاسلام کالج میں تعینات ہوئے۔ اور اس طرح سینکڑوں تشنگان علم کی پیاس بجھائی۔

الغرض میں نے ان کی رفاقت میں تقریباً 45 سال کا عرصہ انتہائی احسن طریقے سے گزارا یہ سارا عرصہ انتہائی افہام و تفہیم میں گزرا۔ پروفیسر صاحب نے انتہائی سادگی اور خاموشی سے زندگی بسر کی۔ تکالیف اور پریشانیوں کے عالم میں بھی کسی کے آگے شکوہ تک نہ کیا۔ اور معاملات کو خدا پر چھوڑا کرتے تھے۔ سفید اور سادہ لباس جو کہ استری سے بے نیاز ہوتا تھا زیب تن رکھتے تھے۔ چھوٹے بہن بھائیوں کا بے حد خیال رکھتے تھے۔ کھانے میں زیادہ تر میٹھے چاول اور سویاں پسند کرتے تھے۔ بے حد عبادت گزار اور پرہیزگار تھے۔ آخری ایام میں بھی عبادت کی پابندی کا خاص خیال رکھتے تھے۔ گھر میں بھی بچوں کو کلام الٰہی اور عربی پڑھایا کرتے تھے۔ طبیعت میں اتنا حلم تھا کہ پڑھنے والے گرویدہ رہتے تھے۔ بیماری کی حالت میں بھی پڑھانے سے نہیں گھبراتے تھے بعض اوقات اگر یہ کہہ بھی دیا جاتا کہ آج بچوں کو چھٹی کر دو لیکن چھٹی نہ کرتے بلکہ یہ کہتے کہ بچے اتنی امید سے آتے ہیں کچھ نہ کچھ پڑھا دیتا ہوں اور یہ سارا کام فی سبیل اللہ کرتے۔ الغرض پروفیسر صاحب بے حد خوبیوں کے مالک تھے آخری دنوں کی بیماری میں فضل عمر ہسپتال میں زیر علاج رہے اور کسی کے ساتھ تکلیف کا اظہار نہ کرتے اور نہ ہی پریشان نظر آئے۔ بیماری میں آپ کا بیٹا خلیل احمد صدیقی بمعہ فیملی جرمنی سے ربوہ پہنچ گیا اور عظیم خدمت کا حق ادا کیا۔ موصوف نہایت خاموشی اور پروقار چہرہ سے خدا کے حضور حاضر ہو گئے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس درویش صفت شخصیت کو غریق رحمت کرے اور جنت میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین

آپ کے دو بیٹے خلیل احمد صدیقی صاحب مقیم جرمنی اور محمد کریم ظفر صاحب مقیم سویڈن ایک بیٹی تین پوتے چار پوتیاں اور ایک نواسہ یادگار چھوڑ گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ بچوں کو ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین) میں آخر میں اپنے تمام عزیز و اقارب اور تمام ملنے والوں کی ممنون ہوں جنہوں نے تعزیت کا اظہار کیا۔

OOO

مولانا عبدالباسط شاہد

محترمہ زیتون بیگم صاحبہ

(صابرہ۔ شاکرہ)

یاغستان کے دور دراز علاقہ سے ایک خاندان اپنی قسمت آزمانے کے لئے اپنے ایمان و اخلاص کی دولت سمیٹے ہوئے پاکستان بننے سے بہت پہلے کراچی پہنچا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے وطن کی قربانی کے نتیجہ میں مراغم کثیر عطا ہوئے کاروبار میں ترقی ہوئی اور خوشحالی کی زندگی بسر ہونے لگی۔ خاندان کے سربراہ کو اپنے کاروبار کے سلسلہ میں کراچی سے پشاور اور دہلی تک سفروں پر رہنا پڑتا تھا ان کے بیٹے سید محمد خان صاحب کو احمدیت قبول کرنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ اس کی چھوٹی بہن جو پہلے اپنی پھوپھی کے پاس رہتی تھی اپنے بھائی کے پاس رہنے لگی۔ اور اس طرح وہ بھی احمدیت کی دولت سے مالا مال ہو گئی۔

خدا تعالیٰ کے کام عجیب ہوتے ہیں۔ پٹیالہ کا ایک احمدی خاندان اپنے حالات کے پیش نظر اپنا وطن چھوڑنے پر مجبور ہوا۔ قدرت نے ان کی منزل بھی کراچی مقرر کر رکھی تھی یہ کراچی یقیناً آج کے کراچی سے بہت مختلف تھا کیونکہ کراچی کی ترقی تو پاکستان بننے کے بعد شروع ہوئی پاکستان سے قبل تو یہ ایک چھوٹا سا ساحلی شہر تھا جسے وہاں کے مقامی باشندے ماہی گیری کے لئے اچھی جگہ سمجھ کر وہاں آباد ہو گئے تھے اور بمبئی جیسی پرانی اور بڑی بندرگاہ کے ہوتے ہوئے اس کی ترقی کے مواقع نہ ہونے کے برابر تھے تاہم پٹیالہ سے نقل مکانی کرنے والے احمدی خاندان کے ایک نوجوان کو تعلیم یافتہ ہونے کی وجہ سے ایک سکول میں پڑھانے کی جگہ مل گئی۔ اپنی صابر شاکر طبیعت کی وجہ سے اس نے مستقل مزاجی سے اس کام پر پوری توجہ دی اور ایک اچھے اور کامیاب استاد کی شہرت حاصل کی۔ جب مجلس خدام الاحمدیہ کا قیام عمل میں آیا اور حضرت امام جماعت ثانی نے یہ انقلابی روحانی سکیم جاری فرمائی تو کراچی مجلس کے سب سے پہلے قائد یہی مخلص احمدی نوجوان

باقی صفحہ 7 پر

خلافت لائبریری ربوہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

غلام مصطفیٰ تبسم

اخلاقی تعلیم

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ (ہماری دلی دعائیں آپ کے لئے) احباب جماعت کو اخلاقِ فاضلہ کی تلقین کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں۔

اخلاق دوسری نیکیوں کی کلید ہے۔ جو لوگ اخلاق کی اصلاح نہیں کرتے وہ رفتہ رفتہ بے خیر ہو جاتے ہیں۔ میرا تو مذہب یہ ہے کہ دُنیا میں ہر ایک چیز کام آتی ہے۔ زہر اور نجاست بھی کام آتی ہے۔ اسٹرکنیا بھی کام آتا ہے۔ اعصاب پر اپنا اثر ڈالتا ہے۔ مگر انسان جو اخلاقِ فاضلہ کو حاصل کر کے نفع رساں ہستی نہیں بنتا۔ ایسا ہو جاتا ہے کہ وہ کسی بھی کام نہیں آسکتا۔ مُردار حیوان سے بھی بدتر ہو جاتا ہے۔ کیونکہ اس کی تو کھال اور ہڈیاں بھی کام آجاتی ہیں۔ اس کی تو کھال بھی کام نہیں آتی۔ اور یہی وہ مقام ہوتا ہے۔ جہاں انسان (ان سے بھی بدتر ہو جاتا ہے) کا مصداق ہو جاتا ہے۔ پس یاد رکھو کہ اخلاق کی درستی بہت ضروری چیز ہے۔ کیونکہ نیکیوں کی ماں اخلاق ہی ہے۔

اپنی جماعت کو مخاطب کرتے ہوئے ایک موقعہ پر فرمایا:-

میری تمام جماعت جو اس جگہ حاضر ہیں یا اپنے مقامات میں بودوباش رکھتے ہیں۔ اس وصیت کو توجہ سے سُنیں کہ وہ جو اس سلسلے میں داخل ہو کر میرے ساتھ تعلق ارادت اور مریدی کا رکھتے ہیں اس سے غرض یہ ہے کہ تا وہ نیک چلنی اور نیک بختی اور تقویٰ کے اعلیٰ درجہ تک پہنچ جائیں۔ اور کوئی فساد اور شرارت اور بدظنی ان کے نزدیک نہ آسکے۔ وہ پنج وقت (عبادت) باجماعت کے پابند ہوں۔ وہ جھوٹ نہ بولیں۔ وہ کسی کو زبان سے ایذاء نہ دیں۔ وہ کسی قسم کی بدکاری کے مرتکب نہ ہوں اور کسی شرارت اور ظلم اور فساد اور فتنہ کا خیال بھی دل میں نہ لاویں۔ غرض ہر ایک قسم کے معاصی اور جرائم اور ناکردنی اور ناگفتنی اور تمام نفسانی جذبات اور بے جا حرکات سے مجتنب رہیں اور خدا تعالیٰ کے پاک دل اور بے شر اور غریب مزاج بندے ہو جائیں۔ اور کوئی زہریلا خمیر ان کے وجود میں نہ رہے (-) اور تمام انسانوں کی ہمدردی ان کا اصول ہو۔ اور خدا تعالیٰ سے ڈریں اور اپنی زبانوں اور اپنے ہاتھوں اور اپنے دل کے خیالات کو ہر ایک ناپاک اور فساد انگیز طریقوں اور خیانتوں سے بچاویں۔ اور پنج وقتہ (عبادت) کو نہایت التزام سے قائم رکھیں اور ظلم اور تعدی اور غبن اور رشوت اور اتلاف حقوق اور بے جا طرف داری سے باز رہیں۔ اور کسی بد صحبت میں نہ بیٹھیں۔ اور اگر بعد میں ثابت ہو کہ ایک شخص جو ان کے ساتھ آمدورفت رکھتا ہے۔ وہ خدا تعالیٰ کے احکامات کا پابند نہیں ہے یا حقوق العباد کی پرواہ کچھ نہیں رکھتا یا ظالم طبع اور شریر مزاج اور بدچلن آدمی ہے اور یا یہ کہ جس شخص سے تمہیں تعلق بیعت یا ارادت ہے اس کی نسبت ناحق اور بے وجہ بدگوئی اور زبان درازی اور بدزبانی اور بہتان اور افترا کی عادت جاری رکھ کر خدا تعالیٰ کے بندوں کو دھوکا دینا چاہتا ہے تو تم پر لازم ہوگا کہ اس بدی کو اپنے درمیان سے دور کرو اور ایسے انسان سے پرہیز کرو جو خطرناک ہے اور چاہئے کہ کسی مذہب اور کسی قوم اور کسی گروہ کے آدمی کو نقصان رسانی کا ارادہ مت کرو۔ اور ہر ایک کے لئے سچے ناصح بنو۔ اور چاہئے کہ شریروں بدمعاشوں اور مفسدوں اور بدچلنوں کو ہرگز تمہاری مجلس میں گزر نہ ہو۔ اور نہ تمہارے مکانوں میں رہ سکیں۔ کہ وہ کسی وقت تمہاری ٹھوکر کا موجب ہوں گے۔

یہ وہ امور اور وہ شرائط ہیں جو ابتداء سے کہتا چلا آیا ہوں۔ میری جماعت میں سے ہر ایک فرد پر لازم ہوگا کہ ان تمام نصیحتوں کے کاربند ہوں۔ اور چاہئے کہ تمہاری مجلسوں میں کوئی ناپاکی اور ٹھٹھے اور ہنسی کا مشغلہ نہ ہو اور نیک دل اور پاک طبع اور پاک خیال ہو کر زمین پر چلو۔ اور یاد رکھو کہ ہر ایک شر مقابلہ کے لائق نہیں۔ اس لئے لازم ہے کہ اکثر اوقات عفو اور درگزر کی عادت ڈالو۔ اور صبر اور حلم سے کام لو اور کسی پر ناجائز طریق سے حملہ نہ کرو۔ جذباتِ نفس کو دبائے رکھو۔ اور اگر کوئی بحث کرو یا کوئی مذہبی گفتگو ہو تو نرم الفاظ اور مہذبانہ طریق سے کرو۔ اور اگر کوئی جہالت سے پیش آوے تو سلام کہہ کر ایسی مجلس سے جلد اُٹھ جاؤ۔ اگر تم ستائے جاؤ اور گالیاں دیئے جاؤ اور تمہارے حق میں بُرے بُرے لفظ کہے جائیں تو ہوشیار ہو کہ سفاہت کا سفاہت کے ساتھ تمہارا مقابلہ نہ ہو۔ ورنہ تم بھی ویسے ہی ٹھہرو گے جیسا کہ وہ ہیں۔ خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ تمہیں ایک ایسی جماعت بناوے کہ تم تمام دنیا کے لئے نیکی اور راستبازی کا نمونہ ٹھہرو۔ سو اپنے درمیان سے ایسے شخص کو جلد نکالو جو بدی اور شرارت اور فتنہ انگیزی اور بدنفسی کا نمونہ ہے۔ جو شخص ہماری جماعت میں غربت اور نیکی اور پرہیزگاری اور حلم اور نرم زبانی اور نیک مزاجی اور نیک چلنی کے ساتھ رہ نہیں سکتا وہ جلد ہم سے جُدا ہو جائے۔ کیونکہ ہمارا خدا نہیں چاہتا کہ ایسا شخص ہم میں رہے۔ اور یقیناً وہ بدبختی میں مرے گا۔ کیونکہ اس نے نیک راہ کو اختیار نہ کیا۔ سو تم ہوشیار ہو جاؤ اور واقعی نیک دل اور غریب مزاج اور راستباز بن جاؤ۔ تم پنج وقتہ (عبادت) اور اخلاقی حالت سے شناخت کئے جاؤ گے۔ اور جس میں بدی کا بیج ہے وہ اس نصیحت پر قائم نہیں رہ سکے گا۔

اسی سلسلے میں حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع خطبہ فرمودہ 28 مارچ 1997ء کو فرماتے ہیں۔

اس بنیادی مضمون کو پیشِ نظر رکھو اور اخلاق کی درستی کو لوگوں کو کھینچنے کی نیت کے ساتھ وابستہ پھر بھی نہ کرو۔ یہ جو دوسرا پہلو ہے یہ بہت ہی نازک اور اہم پہلو ہے اگر اس کو آپ نہیں سمجھیں گے تو آپ کے اخلاق کی درستی بے حقیقت اور بے معنی ہو جائے گی۔ اخلاق کی درستی اللہ کے تعلق سے ہے صرف۔ اللہ بدخلق کو پسند نہیں کرتا، اللہ تعالیٰ کا بدخلق سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ کوئی شخص کسی روحانی مرتبے پر فائز نہیں ہو سکتا جب تک وہ پہلے بااخلاق انسان نہ ہو اور یہ وہ مسئلہ ہے جس کو حضرت بانی سلسلہ نے ایک سو سال پہلے یعنی 1896ء میں اپنی کتاب "(-) اصول کی فلاسفی" میں خوب کھول کھول کر بیان فرمایا، کوئی بھی شبہ باقی نہیں رہنے دیا۔ اس وہم میں مبتلا نہ ہو کہ تم بدخلق ہو اور خدا والے ہو، بااخلاق بننا لازم ہے۔ پہلے انسان بااخلاق بنتا ہے پھر اللہ تعالیٰ اس کو مراتب عطا کرتا ہے اس کے بغیر نہیں کیا کرتا۔

پس عہدہ جو ایک کوئی بھی، عہدہ ہو اس عہدے کی حیثیت ہی کوئی نہیں اگر آپ بااخلاق نہیں ہیں۔ بااخلاق ہیں تو اس عہدے کے اوپر فائز ہونے کے اہل ہیں۔ اگر اہل نہیں ہیں اور فائز ہو گئے ہیں تو آپ کے اُوپر ایک وبال بن جائے گا یہ، کیونکہ آپ اس کے حقوق ادا نہیں کر سکتے۔ پس اس پہلو سے تمام عالم کے احمدیوں کو ایسا ہونا چاہئے کہ جس کو بھی مجلس شوریٰ کے لئے منتخب کیا جائے۔ وہ اہل ثابت ہوں۔ ایک یا دو کی بحث نہ رہے کہ وہ ہوں گے تو نمائندگی ہوگی تمام احمدیت کا عالم، تمام جہان مجلس شوریٰ کی اہلیت رکھنے والے اللہ تعالیٰ کے خدام سے اس طرح پُر ہو جائے کہ جس کو بھی پکڑا جائے جس کو بھی دیکھا جائے وہ اہلیت والا ہو۔ یہ جو مضمون ہے کہ اخلاق کے ساتھ اہلیت کا تعلق ہے اسی کو سمجھنے کے نتیجے میں یہ بات سمجھ آتی ہے کہ ہر شخص مشورہ دینے کی اہلیت نہیں رکھتا۔ جب اللہ تعالیٰ کسی کو پسند فرماتا ہے تو اہلیت کے سارے تقاضے پیشِ نظر رکھتا ہے، ان تقاضوں میں یہ جو چند اخلاق کی باتیں میں نے کی ہیں صرف یہی نہیں اور بھی بہت سی باتیں ہیں جن میں سے سب سے اہم بات یہ ہے کہ ہمیشہ خدا اس کے پیشِ نظر رہے، وہی مقصود ہو، اسی کو خوش کرنا اس کی زندگی کا اعلیٰ مقصد ہو جائے۔ جب ایسا شخص ہو جو خدا کے تابع ہو، اپنی مرضی کو اللہ کی مرضی کے تابع کر دے تو اس کی عقل چمکتی ہے اس میں جلا پیدا ہوتی ہے۔ اور یہ ایک قطعی حقیقت ہے کہ کوئی شخص جو خدا تعالیٰ کی کامل ذات کے حوالے سے اپنے آپ کو جُھکا کر اس کے تابع نہیں ہوتا اس کی عقل میں لازماً نقص رہ جاتا ہے کبھی وہ کوتاہ بین ہو جاتا ہے، وقتی تقاضوں کی خاطر اپنے دور کے مفادات کو قربان کر دیتا ہے کبھی وہ وقتی مفادات کی خاطر یا ملکی یا قومی، اپنے خاندانی مفادات کی خاطر دوسرے مفادات کو قربان کر دیتا ہے اور اس کے نتیجے میں فساد کا موجب بنتا ہے۔ پس دوسرا اہم معاملہ جو بہت سے معاملات میں سے ایک اہم معاملہ ہے یہ ہے۔ اخلاق کا تعلق تو بنی نوع انسان سے ہے۔ اس کا درست ہونا ضروری ہے اس کے بغیر کوئی انسان مشورے کی اہلیت نہیں رکھتا، مگر دینی امور میں اور بھی تقاضے ہیں اور ان تقاضوں میں سب سے بڑا تقاضا تقویٰ کا ہے یعنی انسانوں سے بھی اپنے معاملات درست کرنے والا ہو اور اللہ تعالیٰ سے بھی اپنے معاملات درست کرنے والا اور اس کا توکل خدا پر ہو، بنی نوع انسان پر نہ ہو۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو یہ توفیق عطا کرے کہ ہم سب ان تمام بابرکت ارشادات پر عمل کرنے والے بنیں۔ آمین

امۃ الحمید ظافر اہلیہ عبدالسلام ظافر

بہت ہی مہربان اور پیار کرنے والی ساس

اپنوں میں بچی کی شادی کرنے سے جتنی آسانیاں اور خوشیاں تصور میں آسکتی ہیں سبھی ملیں۔

میری بچی محمودہ روحی مکرمہ سکینہ سیفی صاحبہ کی بہو بنیں عزیزہ کی منگنی تقریباً تین سال کا عرصہ رہی اس عرصہ میں شرم و حیا دونوں طرف سے قائم رہی۔ کبھی کسی نے تنقیدانہ نظر میری بچی پر نہ ڈالی ایک ہی پیاری سی نند بشریٰ صاحبہ ہیں۔ انہوں نے بھی اپنی بھابھی کو پہلی مرتبہ دلہن بنے ہی دیکھا۔ وہ خوشی سے پھولے نہ سماتی تھیں۔ مجھے پرسکون رکھنے کی کوشش میں کہنے لگیں میرا بھائی اظہر بہت نرم دل ہے۔ پیاری بھابھی سکینہ سیفی صاحبہ بلائیں لیتے اور دعائیں دیتے میری بچی کو اپنی بچی بنا کر لاہور سے ربوہ لے آئیں۔

انہوں نے اسے اتنا پیار اور عزت دی کہ میں اس پاک دامن عورت کی احسان مند ہو کے رہ گئی ہوں۔ اس کی چھوٹی چھوٹی باتوں کو سراہتیں۔ اس کی ہر چیز کو پیار کرتیں۔ اس کی دلجوئی میں لگی رہتیں۔

ان کی حوصلہ افزائی کی وجہ سے وہ گھر کو مزید آرام دہ کرنے کے لئے چھوٹی چھوٹی تبدیلیاں کرنے لگی مثلاً کتابوں کو ترتیب سے رکھنا۔ کچن کو ترتیب دینا۔ پھول پودے لگانا پردے لگانا وغیرہ وغیرہ یہ دیکھ کر وہ واری صدقے جاتیں اس کی بلائیں لیتی رہتیں۔ چشم بد دور اور (جیسا کہ اللہ نے چاہا) کا ورد کرتی رہتیں۔ گھر کی فضاء خوشی، مسرت اور پیار سے معطر تھی۔ ایک دوسرے کی خوشی اور آرام کا خیال رہتا۔ گھر کی رونق دوبالا ہو گئی تھی۔

میری بچی جب بھی لاہور آتی تو گھر میں ہمیں اپنی بہن بھائی اور بھابھی کو یہ ساری پیار بھری باتیں بتاتی۔ کتنا خوشگوار ماحول تھا گھر کا۔ بھابھی سکینہ صاحبہ ایک مثالی ساس تھیں۔ اس پیاری عورت کی وجہ سے گھر جنت کا نمونہ تھا وہ اسم بامسمّٰی تھی۔ واقعی ہر ایک کے لئے سکینت کا باعث تھیں۔ خدا کرے ہر ساس ان کے نقشِ قدم پر چلے اور ہر گھر جنت کا نمونہ بن جائے۔ آمین۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

منو بھائی. شکریہ روزنامہ جنگ 14 نومبر 1997ء

اخبارات میں سے

منو بھائی کے کالم عام طور پر درد بھرے دل سے نکلی ہوئی آواز ہوتی ہیں۔ انہیں خود پڑھنے کو اور تبدیلی حالات کے لئے دوسروں کو سنانے کو جی چاہتا ہے۔ ایسا ہی ایک کالم روزنامہ جنگ اور منو بھائی کے شکریہ کے ساتھ ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔

(ادارہ)

محسوسات کو لفظوں میں پرونے اور جذبات کو فقروں میں سجانے والی کہانیوں کی کشیدہ کار نیلم احمد بشیر لکھتی ہیں۔

منو بھائی! روزانہ بہت سی تکلیف دینے والی خبریں آنکھوں میں سوئیاں چبھوتی ہیں مگر کسی روز کوئی خبر دل میں ایسے ترازو ہوتی ہے کہ لہو رلاتی اور ہفتوں دکھ دیتی ہے۔ چند روز پہلے ایک ایسی خبر پڑھی کہ اذیت روح تک اتر گئی اسی اذیت میں تمہیں خط لکھنے بیٹھ گئی ہوں خبر یوں تھی کہ ایک نوجوان لڑکی کو ایک معروف اور بارونق ڈیپارٹمنٹل سٹور سے اغوا کر لیا گیا ہے چلو یہاں تک تو یہ ایک عام سی روزمرہ کی خبر تھی کیونکہ مملکت خداداد جمہوریہ اسلامیہ پاکستان میں ہر روز کوئی نہ کوئی بچی 'لڑکی' عورت اٹھالی جاتی ہے اغوا ہوتی ہے رسوا کی جاتی ہے ننگی نچوائی جاتی ہے یا گینگ ریپ کے بعد قتل کر دی جاتی ہے اور ہم اخباروں میں اس کی خبر کو پڑھ کر چونکتے افسوس کرتے اور پھر اپنے اپنے کاموں میں لگ جاتے ہیں ان خبروں اور واقعات کے تواتر اور تسلسل کی وجہ سے اب ہم میں چونکنے اور افسوس کرنے کی صلاحیت بھی ختم ہوتی جارہی ہے جیسے شکار گاہوں میں شکاری معصوم اور بے زبان جانوروں اور پرندوں کا شکار کرتے ہیں انہیں ذبح کرتے اور کھا جاتے ہیں مگر ان کے ساتھی جانور اور پرندے اسے معمولات کا حصہ سمجھ کر چنداں پریشان نہیں ہوتے اور اپنے کاموں میں لگے رہتے ہیں بالکل ایسے ہی ہمیں اس سے کوئی سروکار نہیں ہوتا ان بچیوں لڑکیوں عورتوں پر کیا گزری ہوگی اور ان کے گھر والوں پر کیا بیتی ہوگی کیونکہ وہ بچیاں ہماری بیٹیاں وہ لڑکیاں ہماری بہنیں اور وہ عورتیں ہماری مائیں نہیں ہوتیں۔ لٹنے والا گھر کوئی اور ہوتا ہے آگ کسی اور گھر میں لگی ہوتی ہے اجڑنے والا کوئی اور ہوتا ہے۔

میری ممتا کے کلیجے میں ہاتھ ڈالنے والی خبر یہ تھی کہ جب اس بچی کو اغوا کرنے والوں کو یہ پتہ چلا کہ یہ لڑکی کسی صوبائی وزیر کی بیٹی ہے تو وہ ڈر گئے اور یہ کہہ کر مغویہ کو واپس کر دیا کہ ہم سے غلطی ہو گئی ہے ہم تو کسی اور لڑکی کو اغوا کرنے گئے تھے سوچنے کی بات ہے منو بھائی! کہ کیا غلطی یہی ہے کہ وزیر کی بیٹی اغوا ہو گئی؟ کسی بڑی شخصیت کی بیٹی کا اغوا غلط ہے اور کسی غریب کے گھر کی رونق اور عزت لوٹ لینا صحیح اور جائز ہے؟ کیا کسی عام شہری' کسی غریب گھر کی بیٹی کی عزت' حرمت' جذبات' محسوسات نہیں ہوتے؟ کیا غریب کی بیٹی مفت کا مال ہوتی ہے؟ اسے اغوا کرنے سے کوئی فرق نہیں پڑتا؟ کیا ہمارا معاشرہ اس درجہ انحطاط اور گراوٹ اور ذلت کا شکار ہو چکا ہے کہ مجرموں نے اپنے اصول' اپنے ضابطے' اپنے قواعد' اپنی ترجیحات اور اپنی اخلاقیات وضع کر لی ہیں؟ اور ان اصولوں' ضابطوں' قاعدوں اور ترجیحات پر عمل کرتے وقت انہیں کسی کا خوف کوئی ڈر اور کوئی خطرہ نہیں ہوتا۔؟ انہیں انتظامیہ' پولیس اور بااثر لوگوں کی پشت پناہی حاصل ہوتی ہے اس تعاون کے بغیر یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ وہ گلیوں بازاروں اور لوگوں کے صحنوں میں دندناتے پھریں؟

اغوا اور گینگ ریپ کی سزا موت مقرر کی گئی ہے مگر کیا کسی خبیث یا خبیثوں کے گروہ اور جتھے کو یہ سزا سنائی گئی ہے؟ کیا کسی حرامکار کو کسی کی عزت لوٹنے پر سزائے موت دی گئی ہے۔ ایسے مجرموں کو تو سرعام چوراہے پر لٹکا کر (ضیاء الحق سٹائل) چھتر مارنے کے بعد پھانسی پر لٹکانا چاہئے تاکہ دیکھنے والوں کو عبرت ہو یہ حقیقت زخموں پر نمک چھڑکتی ہے کہ ہمارا قانون ہمیں تحفظ مہیا نہیں کرتا عورتوں کے خلاف تشدد میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے عورت کی عزت برباد کرنا اس کی عصمت لوٹنا اس کے وقار کو برباد کرنا اب ایک چیونٹی کو مسل دینے سے زیادہ اہمیت نہیں رکھتا ایسے مجرموں کو نہ شرم آتی ہے نہ خدا کا خوف دامن گیر ہوتا ہے آخر کیوں؟ اور کب تک؟ وہ وقت کب آئے گا جب عورت کو بھی انسان سمجھا جائے گا؟ وہ جو عورت کو انسان نہیں سمجھتے ان کے جذبات کے گلے گھونٹتے ہیں ان کی عزت لوٹتے ہیں کیا وہ مسلمان کہلانے اور انسان ہونے کے حق دار ہیں؟ کیا ان کے جنازے جائز ہیں؟ کیا انہیں مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنے کی اجازت ہے؟ کیا فرماتے ہیں علمائے دین بیچ اس مسئلہ کے؟

(روزنامہ جنگ 14- نومبر 1997ء)

OOO

بقیہ صفحہ 3

وہ سوکھ چکا ہے' اس کی وہ شاخیں جو پھل دیتی ہیں مرجھا گئی ہیں' میں نے اب یہ نیت کی ہے کہ اے خدا! اگر تو اس درخت کو زندہ کر دے تو جو بھی آمد ہو گی تیری جماعت کے سامنے چندے کے طور پر پیش کر دوں گا۔ امیر صاحب لکھتے ہیں کہ پتہ نہیں کس نیت اور جذبے کے ساتھ اس دوست نے یہ دعا مانگی تھی کہ وہ مدتوں سے مرا ہوا درخت دیکھتے ہی دیکھتے ہرا ہونا شروع ہوا اور اس قدر پھل سے لد گیا کہ سارے چندوں کے بقائے اسی کے پھل سے پورے ہوئے اور پھر بھی اس کے لئے کچھ بچ گیا۔

نائیجیریا سے سیف اللہ چیمہ تحریر فرماتے ہیں کہ گزشتہ مرتبہ جب میں آپ سے ملنے آیا میری بیوی بھی ساتھ تھی۔ ہم نے ذکر کیا کہ ہماری شادی پر ایک عرصہ گزر گیا ہے اور کوئی اولاد نہیں۔ اس وقت آپ نے بے اختیار یہ فقرہ کہا کہ "بشریٰ بیٹی آئندہ جب آؤ تو بیٹا لے کر آنا" وہ کہتے ہیں (-) آپ کو یہ خوشخبری دے رہا ہوں کہ اب جب ہم آپ سے ملنے آئیں گے تو بیٹا لے کر آئیں گے کیونکہ اللہ تعالیٰ وہ بیٹا عطا فرما چکا ہے۔ اسی طرح غانین خاتون لکھتی ہیں! میری اولاد پیدائش کے دو ہفتے کے اندر اندر فوت ہو جاتی تھی۔ میں نے آپ کو دعا کے لئے خط لکھا اور مجھے یہ عجیب جواب ملا کہ "بچے کا نام امتہ الحی رکھنا" جو کہ بیٹی کا نام ہے میں اللہ تعالیٰ کی قدرت کا نشان دیکھ کر حیران رہ گئی کہ خدا نے مجھے بیٹی عطا فرمائی جس کا نام میں نے امتہ الحی رکھا۔ ایک سال ہو چکا ہے اور وہ خدا کے فضل سے صحت مند اور ہشاش بشاش ہے۔

یہ جو دو واقعات میں نے آخر پر بیان کئے ہیں ان کے متعلق بھی میں جماعت کو ایک نصیحت کرنا چاہتا ہوں۔ امر واقعہ یہ ہے (ذکر آتا ہے کہ) ایسے بھی ہیں جن کے سر خاک آلودہ ہیں جن کی کوئی بھی حیثیت نہیں لیکن (-) اگر وہ خدا کی قسم کھا کر ایک بات کہہ دیں اللہ تعالیٰ ان کے لئے ایسی غیرت رکھتا ہے کہ اس بات کو پورا کر دیتا ہے ...... آج میں ہی نہیں جماعت میں بکثرت ایسے لوگ ہیں جو (-) اس عظیم خوشخبری کو بارہا پورا ہوتے ہوئے دیکھتے ہیں۔ لیکن انسانیت کا ایک مقام ہے جو عبدیت کا مقام ہے اسے کسی قیمت پر بھی خدائی کے مقام میں تبدیل نہ ہونے دیں۔ اور اپنے مقام انکسار سے ہرگز نہ ہٹیں۔ نہ مجھے اس مقام سے (جس مقام کے سوا میرا اور کوئی مقام نہیں یعنی عبدیت کا مقام) سرکانے کی کوشش کریں۔ اور نہ مجھ سے ایسی توقعات رکھیں کہ گویا میرا کہنا ہر صورت میں خدا کا کہنا بن جاتا ہے۔ یہ دو واقعات میں نے بیان کئے۔ ایسے بہت سے اور واقعات بھی ہیں۔ لیکن ہمیشہ یہ واقعات تب درست ثابت ہوتے ہیں جب ان پر میرا اختیار نہ ہو۔ بلا ارادہ اور بلا تکلف بعض دفعہ دل کی کیفیت ایسی ہوتی ہے کہ بے اختیار منہ سے ایک (بات نکلتی) ہے اور وہ (بات) کہنے کے بعد دل محسوس کرتا ہے کہ اس کے پیچھے خدائی قوت تھی اور دل اس یقین سے بھر جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے ضرور پورا فرمائے گا۔ لیکن ان واقعات کو سن کر بعض دفعہ لوگ یہ لکھتے ہیں کہ آپ ہمارے بیٹے کا نام تجویز کریں اور ایک ہی نام تجویز کریں یا لکھتے ہیں ہم بیٹی چاہتے ہیں اور آپ بیٹی ہی کا نام تجویز کریں۔ خدائی تقدیر وہ تو نہیں بنا سکتے نہ میں بنا سکتا ہوں۔ اگر میں ایسا کروں تو میں تکبر کا مرتکب ثابت ہوں گا اور تکبر سے بڑا مکروہ اور کوئی گناہ نہیں۔ تکلف کے ساتھ کسی انسان سے یہ توقع رکھنا (خواہ آپ کی نظر میں اس کا کوئی بھی مقام ہو) کہ وہ بالارادہ ایک بات کہے اور پھر یہ اعلان کر دے کہ یہ بات ضرور پوری ہو گی۔ یہ عبدیت کا نہیں بلکہ خدائی کا دعویٰ کرنے کے مترادف ہے۔ میں تو یہ جانتا ہوں کہ ایسی بھی دعائیں ہوتی ہیں۔ جو میں بے قراری سے کرتا ہوں اور بعض دفعہ قبول نہیں ہوتیں۔ اور ایسی بھی دعائیں ہوتی ہیں جو بے اختیاری سے دل سے نکلتی ہیں کوئی ان میں تکلف نہیں پایا جاتا۔ کوئی زور نہیں لگایا جاتا لیکن دل سے اٹھتی ہوئی محسوس ہوتی ہیں اور یوں لگتا ہے کہ یہ لازماً عرش الٰہی تک جا پہنچیں گی اور لازماً مقبول ہوں گی۔

یہ کیفیتیں بندے اور خدا کے تعلقات کی کیفیتیں ہیں۔ صرف مجھ میں یہ کیفیتیں دیکھنے کے خواہاں نہ ہوں۔ اپنی ذات میں یہ کیفیات دیکھنے کی تمنا کریں۔ احمدیت اس طرف آپ کو بلا رہی ہے۔ احمدیت آپ کو پیر پرستی کی طرف نہیں بلکہ خدا کا دوست بننے کی طرف بلا رہی ہے۔ آج ایک شخص سے ساری دنیا کو وابستہ نہیں کیا جا سکتا ہاں (زمین میں جانشین) ہیں جن کے ساتھ خدا تعالیٰ کی رحمت کو وابستہ کیا جا سکتا ہے...... یہ سارے واقعات سنانے کا مقصد صرف اتنا ہے کہ ہمارا اوڑھنا بچھونا دعا ہی ہے۔ اور ہمیشہ دعا ہی ہمارا اوڑھنا بچھونا رہنی چاہئے۔ خدا سے ذاتی تعلق میں جماعت احمدیہ کی زندگی ہے اور کسی ایک انسان کا خدا سے ذاتی تعلق کا ہونا کافی نہیں ہو سکتا بلکہ بکثرت دنیا کے کونے کونے میں ہر احمدی کو یہ تعلق ذاتی طور پر قائم کرنا ہو گا اور ہر احمدی کو اپنے علاقہ کے لئے اس الٰہی تعلق کا نشان بننا ہو گا۔ جب تک بکثرت تمام دنیا میں (-) یہ نشان ظاہر نہیں ہوتا آپ محض دلیل کی رو سے دنیا کے دل نہیں جیت سکتے۔ دنیا اتنی تیزی کے ساتھ مادہ پرستی کی طرف دوڑ رہی ہے کہ وہ نقد سودوں کی عادی ہو چکی ہے۔ مشاہدات کی دنیا میں رہتے رہتے انسان محض اس چیز کا قائل ہونے پر آمادہ ہوتا ہے جسے وہ آنکھوں کے سامنے پورا ہوتے دیکھے۔ اس لئے دلائل کی دنیا ماضی کی باتیں ہیں ہاں بعض انسانوں پر دلائل بھی اثر کرتے ہیں لیکن انسان کے مستقبل کی تعمیر کے لئے ہرگز دلائل کافی نہیں۔ جہاں تک خدا کی ہستی کا تعلق ہے اس کا یقین خدا والوں کی ہستی سے ہو گا۔ جب تک دنیا بکثرت خدا والے نہیں دیکھ لیتی دنیا خدا کی ہستی پر کامل یقین پیدا نہیں کر سکتی اور جب تک خدا کی ہستی پر کامل یقین پیدا نہیں ہو جاتا اس وقت تک دنیا (-) عظیم الشان پیغام کو حقیقی گہرائی کے ساتھ صمیم قلب کے ساتھ قبول کرنے پر آمادہ نہیں ہو سکتی۔ دنیا ترک کرنا ایک مشکل کام ہے دنیا کی لذتیں ایک موہوم خیال کے پیچھے چھوڑ دینا ایک بہت ہی مشکل کام ہے۔ بسا اوقات آپ دیکھیں گے کہ دلائل کی قوت کے ساتھ آپ بڑے بڑے مفکرین کا منہ بھی بند کر دیں گے مگر ان کے دل جیتنے کی طاقت آپ نہیں پائیں گے۔ دل جیتنے کے لئے آپ کو لازماً خدا والا بننا ہو گا۔ لازماً خدا کے تعلق کے نشان اپنے گرد و پیش اپنے ماحول میں دکھانے ہوں گے۔

یہ مشکل کام نہیں بلکہ سب کاموں سے زیادہ آسان ہے۔ آج یہ میدان خالی پڑا ہے۔ آج اربہارب خدا کے بندے ایسے ہیں جو خدا کی طرف پیٹھ کر کے دنیا کی لذتوں کو سامنے رکھ کر چل رہے ہیں۔ کتنے ہیں اس میدان میں جو خدا کو خدا مان کر اسے پکارنے والے ہیں پس ہر وہ آواز جو خدا کو صمیم قلب سے یاد کرے گی' ہر وہ آواز جو کامل یقین کے ساتھ اپنے رب کو پکارے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

گی میں آپ کو خوشخبری دیتا ہوں کہ وہ آواز ضرور سنی جائے گی۔ آپ کی کمزوریوں کے باوجود اللہ آپ سے پیار کا سلوک فرمائے گا۔ اس لئے یہ مشکل کام نہیں۔ ہر جگہ ہر احمدی کو روحانی قوتوں کو نمایاں کرنے کے لئے روحانی قوتوں کو چمکانے کے لئے بڑے بڑے چلوں کی ضرورت نہیں ہے میری ساری زندگی کے تجربے کا نچوڑ یہ ہے کہ خلوص اور پیار کے ساتھ درد کے ساتھ اپنے رب کو پکار کر دیکھیں کس طرح خدا آپ کے پیار کا آپ کو بڑے پیار کے ساتھ جواب دیتا ہے۔

(از خطبہ 25 جولائی 1986ء)

ooo

احمدیہ ٹیلی ویژن انٹرنیشنل کے پروگرام

جمعہ 21- نومبر 1997ء

12-00 رات-جرمن سروس-
1-00 اردو کلاس-
2-00 بزم مشاعرہ چوہدری محمد علی کے ساتھ ایک شام حضرت صاحب کی موجودگی میں حصہ دوئم-(95-8-21)
3-00 ہومیو پیتھی کلاس- حضرت صاحب کے ساتھ-
4-00 ڈچ زبان سیکھیے-
5-05 تلاوت-حدیث-خبریں-
5-30 چلڈرنز کارنر-
6-00 لقاء مع العرب-
7-00 کوئز پروگرام- تاریخ احمدیت حصہ 22-
7-30 دین حق کی تاریخ سے ایک ورق از بی-اے رفیق
8-00 اردو کلاس-
9-00 ڈچ زبان سیکھیے-
10-00 ہومیو پیتھی کلاس- حضرت صاحب کے ساتھ
11-05 تلاوت-حدیث-خبریں-
11-30 چلڈرنز کارنر-
12-00 پشتو پروگرام-
1-00 بزم مشاعرہ- چوہدری محمد علی کے ساتھ ایک شام حضرت صاحب کی موجودگی میں 95-8-21 حصہ دوئم
2-00 لقاء مع العرب-
3-00 اردو کلاس-
4-00 کمپیوٹرز سب کے لئے حصہ 34
5-05 تلاوت-خبریں-
5-30 درود شریف اور نظم-
6-00 خطبہ از حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع از بیت الفضل لندن یو- کے
7-00 بنگالی پروگرام-
8-00 حضرت صاحب کی ملاقات فرنچ بولنے والے احباب کے ساتھ-
9-00 خطبہ از حضرت صاحب
10-00 لقاء مع العرب
11-05 تلاوت-حدیث-
11-30 اردو کلاس-

اطلاعات و اعلانات

درخواست دعا

○ محترم عمر فاروق صاحب ابن محترم میاں رفیق احمد صاحب (مقیم ملتان گجر گھڈہ) گذشتہ ایک سال سے ٹانگ ٹوٹنے کی وجہ سے صاحب فراش ہیں۔ ابھی مکمل طور پر ہڈی نہیں جڑ رہی جس کی وجہ سے بہت زیادہ تکلیف میں ہیں۔ تمام احباب جماعت سے عاجزانہ دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ موصوف کو جلد از جلد شفاء کاملہ وعاجلہ عطا فرمائے۔

○ مکرم محمد اسلم صاحب آنریری معلم وقف جدید موہری کتھڑیل تحصیل گوجر خان ضلع راولپنڈی گذشتہ جمعہ سے دمہ اور گردے کی تکالیف میں مبتلا ہیں۔ اور رحیم ہسپتال گوجر خان میں داخل ہیں۔ احباب جماعت سے دعا کی درخواست کی درخواست ہے۔

○ مکرم مشتاق احمد صاحب گورائیہ کا بیٹا عمر فاروق احمد بعمر 5 سال کن پیڑوں اور بخار کی وجہ سے بیمار ہے احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ بچے کو صحت کاملہ عطا فرمائے۔

ولادت

○ مکرم نیر محمود صاحب سابق قائد علاقہ جہلم و آزاد کشمیر کو خدا تعالیٰ نے 5- نومبر 1997ء کو دوسرے بیٹے سے نوازا ہے۔ نومولود وقف نو کی بابرکت تحریک میں شامل ہے۔

نومولود مکرم ٹھیکیدار محمود احمد صاحب سابق صدر جماعت احمدیہ کالا گجراں کا پوتا اور مکرم ناصر مسعود صاحب آف کوٹلی کا نواسہ ہے۔ احباب سے درخواست دعا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نومولود کو نیک اور خادم دین بنائے۔

○ مکرم داؤد احمد آصف صاحب حال جرمنی کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے مورخہ 29- اکتوبر 1997ء کو پہلا بیٹا عطا فرمایا ہے۔ نومولود تحریک وقف نو میں شامل ہے۔ حضرت صاحب نے از راہ شفقت اس کا نام عبدالحئی عطا فرمایا ہے۔ نومولود چوہدری دین محمد صاحب کا پوتا اور محترم مولوی عبدالخالق صاحب چک سکندر سابق مربی مغربی افریقہ و ایران کا نواسہ ہے۔ بچے کی صحت و درازی عمر اور خادم دین ہونے کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

سانحہ ارتحال

○ مکرم عبیداللہ صاحب زعیم انصار اللہ جماعت احمدیہ سعد اللہ پور ضلع منڈی بہاؤالدین کی اہلیہ کچھ عرصہ بیمار رہنے کے بعد مورخہ 97-10-18 کو بقضائے الٰہی وفات پا گئی ہیں۔ موصوفہ کا جنازہ موضع میں ہی مکرم صدر صاحب جماعت مکرم محبوب احمد صاحب راجیکی نے پڑھایا اور بعد از تدفین دعا بھی کروائی۔

موصوفہ کی بلندی درجات کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

اعلان

○ ادارہ LUMS کے پروگرام کے بارے میں داخلہ کا اعلان الفضل میں آچکا ہے۔ اب LUMS اپنے دونوں پروگرام کے بارے میں "انفارمیشن سیشن" مورخہ 26- نومبر 97ء کو اپنے کمپس واقع ڈیفنس سوسائٹی لاہور میں صبح ساڑھے دس بجے سے شام 5 بجے تک منعقد کر رہا ہے۔ والدین اور طلبہ جو اس میں شرکت کے خواہاں ہیں وقت مقررہ پر وہاں پہنچ جائیں۔ داخلہ فارم بھی وہیں سے مل سکیں گے۔

(نظارت تعلیم)

ضرورت چوکیدار

○ احمدیہ ہوسٹل لاہور کے لئے ایک ہمہ وقت چوکیدار کی ضرورت ہے۔ خواہش مند احباب مکرم امیر ضلع کی تصدیق کے ساتھ جلد از جلد اپنی درخواستیں نظارت تعلیم صدر انجمن احمدیہ ربوہ کو ارسال کریں۔

(ناظر تعلیم صدر انجمن احمدیہ ربوہ)

پتہ درکار ہے

- مکرم سید پیام نبی صاحب ابن مکرم سید غلام نبی صاحب 1-2-13/27 ماڈل کالونی کراچی۔

اگر کسی صاحب کو علم ہو تو فوری طور پر دفتر وصیت کو اطلاع کریں۔

(سیکرٹری مجلس کارپرداز- ربوہ)

بقیہ صفحہ 4

ماسٹر امین الدین عباسی بنے اور اپنی قائدانہ صلاحیتوں اور انتظامی قابلیت سے مجلس کی ترقی کا ذریعہ بنے۔ عباسی صاحب کی اہلیہ دو چھوٹے چھوٹے بچے ایک بیٹا اور ایک بیٹی چھوڑ کر وفات پا گئیں...... اور کچھ عرصہ کے بعد جماعت کے ایک بزرگ نے اس یاغستانی لڑکی سے ماسٹر عباسی صاحب کی شادی کروا دی اور اس طرح بالکل مختلف حالات۔ مختلف کلچر رکھنے والے دو افراد رشتہ ازدواج میں منسلک ہو گئے مگر ان کے عقائد و خیالات میں کوئی اختلاف اور تفریق نہ تھی اس لئے خدا تعالیٰ نے اس رشتہ کو بہت بابرکت فرمایا۔ عباسی صاحب کو اللہ تعالیٰ نے اس خاتون کے بطن سے پانچ بیٹے اور تین بیٹیاں عطا فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ نے موصوف کو بہت خوبیوں سے نوازا تھا۔ متانت سنجیدگی اور اخلاص آپ کی بہت نمایاں صفات تھیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اپنی کامیاب زندگی گزار کر بہشتی مقبرہ ربوہ میں مدفون ہیں اور ان کی اولاد ان کی خوبیوں کو زندہ رکھنے کی کوشش میں مصروف ہے۔ مکرم بشیر الدین عباسی صاحب (اہلیہ اول سے آپ کے بڑے بیٹے) کم و بیش پچاس سال سے کراچی جماعت کی بہت پیار و اخلاص سے مختلف عہدوں پر خدمت بجا لا رہے ہیں۔

وہ مخلص یاغستانی خاتون جو لمبا عرصہ کراچی میں رہنے کی وجہ سے پشتو سے زیادہ اردو اور سندھی۔ پنجابی بولنے لگی تھی۔ ان کی مروجہ تعلیم تو حالات کی وجہ سے کوئی نہ تھی مگر "دین العجائز" کی عمدہ مثال ہونے اور ایمان و اخلاص کی برکت سے پیش آمدہ حالات سے پوری طرح عہدہ برآ ہونے کی پوری صلاحیت رکھتی تھیں۔ یہی وجہ ہے کہ بیوگی کا لمبا زمانہ بڑے وقار اور متانت کے ساتھ گذارا اور بچوں کی بہت اچھی تربیت کی۔ ان کے ایک بیٹے عزیز محی الدین عباسی صاحب سے میری بیٹی کی 1982ء میں شادی ہوئی تاہم ہمارے تعلقات اس سے بھی پہلے سے ان سے شروع ہو چکے تھے۔ مکرم ماسٹر امین الدین عباسی صاحب اپنی عمر اپنے اخلاص اپنی خدمات کی وجہ سے میرے لئے قابل رشک تھے مگر آپ اس خاکسار سے خادم سلسلہ ہونے کی وجہ سے اتنے احترام و پیار سے ملتے کہ میرے لئے باعث شرمندگی ہوتا۔ مذکورہ رشتہ کے وقت مکرم ماسٹر صاحب تو فوت ہو چکے تھے اس لئے ہمارا واسطہ ان کی بیگم سے ہی رہا۔ ساس بہو کا رشتہ بہت نازک ہوتا ہے۔ بہو کی والدہ کا رشتہ تو اور بھی نازک ہو جاتا ہے مگر خدا تعالیٰ کے فضل سے میری اہلیہ کا اپنی اس سمدھن سے پہلے دن سے جو بہنوں والا سلوک شروع ہوا اس میں کبھی کسی قسم کی کوئی کمی نہ آئی۔ البتہ اس تعلق میں اضافہ کی یہ صورت بھی پیدا ہوئی کہ کچھ عرصہ کے بعد جب ہم زمبیا میں تھے ہماری اس بہن نے فون کے ذریعہ ہم سے رابطہ کر کے بڑے بچے تلے اور مناسب انداز میں اپنے دوسرے لڑکے اعجاز کریم الدین عباسی کے لئے ہماری بیٹی کے رشتہ کی تجویز پیش کی اور اس طرح ہمارا ان سے دہرا رشتہ قائم ہو گیا۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے میری دونوں بیٹیوں کی طرف سے اگر اپنی خوشدامن کا کبھی ذکر ہوا تو تعریف کے رنگ میں ہی ہوا کبھی کوئی شکوہ اور شکایت ہم تک نہیں پہنچی جو اس بہن کی عظمت کردار کا بہت بڑا ثبوت ہے۔

اتفاق سے ان کی آخری بیماری کے ایام میں ہم وہاں انگلستان میں ہی تھے۔ میری اہلیہ کو دیکھ کر بہت زیادہ خوشی کا اظہار کیا "اب میری بہن آگئی ہے......" اپنی بیماری میں اتنے صبر اور برداشت کا مظاہرہ کیا جو ہم سب کے لئے حیران کن تھا۔ قریباً تین ہفتے ہسپتال میں داخل رہیں بچوں نے خوب خدمت کی ہماری واپسی کے بعد ہی انہیں رفیق اعلیٰ کی طرف سے بلاوا آگیا.....8- اکتوبر 1976ء کو وفات ہوئی۔ پیارے امام نے جنازہ حاضر 11- اکتوبر کو پڑھایا اور 12- اکتوبر کو بہشتی مقبرہ ربوہ میں تدفین عمل میں آئی اور انجام بخیر ہوا۔

؎ اے خدا بر تربت او ابر رحمت ہا ببار

ooo

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خبریں

ربوہ : 19- نومبر-1997ء
درجہ حرارت کم از کم 12 درجے سنٹی گریڈ
زیادہ سے زیادہ 24 درجے سنٹی گریڈ

○ حکومت نے توہین عدالت کا قانون بدل دیا ہے۔ نئے قانون کے تحت سپریم کورٹ کے کسی چھوٹے بنچ کے خلاف 30 دن میں باقی ماندہ تمام ججوں پر مشتمل بڑے بنچ میں اپیل دائر کی جا سکے گی۔ اس کے ساتھ ہی متنازعہ شوکاز نوٹس یا حکم حتمی فیصلہ تک معطل ہو جائے گا۔ فوری نافذ ہونے والا نیا قانون زیر التوا مقدمات کے لئے بھی موثر ثابت ہو گا۔ قومی اسمبلی اور سینٹ نے منظوری دے دی ہے۔

○ وزیراعظم محمد نواز شریف نے کہا ہے کہ جج صاحبان کا احترام کرتے ہیں لیکن ارکان پارلیمنٹ کے حقوق سے دستبردار نہیں ہوں گے۔

○ سابق وزیراعظم محترمہ بے نظیر بھٹو نے کہا ہے کہ وزیراعظم کو بچانے کا بل بیک فائر کرے گا۔ آگ کو ہوا مل چکی ہے۔ اس قانون میں صرف چیف ایگزیکٹو کا ذکر نہیں۔ اب ہر ایک شخص کے خلاف توہین عدالت کا کیس فل بنچ سنے گا۔ حکومت عدالتی عمل کو بگاڑنا چاہتی ہے۔ پورے ہاؤس کو یرغمال بنا رکھا ہے۔

○ سپریم کورٹ آف پاکستان نے سیکرٹری قومی اسمبلی کو عدالت کے طلب کرنے پر قومی اسمبلی کی کارروائی کا حذف شدہ ریکارڈ پیش نہ کرنے اور کوئی جواب نہ دینے پر توہین عدالت کا نوٹس جاری کر دیا ہے۔ اور انہیں ذاتی طور پر عدالت میں پیش ہونے کا حکم دیا ہے۔

○ سپریم کورٹ کے بنچ نے توہین عدالت سے متعلق وزیراعظم کی پریس کانفرنس۔ پارلیمانی پارٹی سے خطاب 29۔ اکتوبر کو قومی اسمبلی میں تقریر۔ ایوان اقبال لاہور میں منعقدہ تقریب سے وزیراعظم کے خطاب میں اور ٹیلی ویژن پر دکھائے گئے ارکان اسمبلی کے تاثرات اور کارٹون پر مبنی فلمیں وی سی آر کے ذریعے کمرہ عدالت میں ٹیلی ویژن پر دیکھیں۔ وزیراعظم کے وکلاء کی طرف سے کمرہ عدالت میں مذکورہ فلمیں نہ دیکھنے کی استدعا عدالت نے مسترد کر دی تھی۔

○ سپریم کورٹ لابی میں سپریم کورٹ بار ایسوسی ایشن کے سابق صدر اور توہین عدالت کے مقدمے میں عدالت کے معاون اکرم شیخ کی رکن اسمبلی خواجہ آصف نے پٹائی کر دی۔ انہوں نے ایک دوسرے کو غلیظ گالیاں دیں۔ خواجہ آصف نے اکرم شیخ پر گھونسے برسائے۔ اور پرویز رشید بھی ان پر پل پڑے۔ بابر اعوان اور افتخار گیلانی نے بیچ بچاؤ کرایا۔ چیف جسٹس نے اطلاع ملنے پر کہا کہ تحریری شکایات دیں۔

○ سپریم کورٹ نے توہین عدالت کرنے والے ارکان اسمبلی کو بھی چارج شیٹ کر دیا ہے۔ وہاب الخیری ایڈووکیٹ نے عدالت سے کہا کہ سپیکر قومی اسمبلی کا اعلان کہ قومی اسمبلی کی حذف شدہ کارروائی کسی کو فراہم نہیں کی جاسکتی عدالتی حکم کی خلاف ورزی ہے۔ صدر مملکت حذف شدہ ریکارڈ قبضہ میں لیں۔ اس پر چیف جسٹس نے کہا کہ آپ اس بارے میں درخواست دیں۔ وزیراعظم کے وکیل ایس ایم ظفر نے کہا عدالت اس کیس میں سزا کی بجائے ماضی کی طرح درستگی کا رویہ اپنائے۔ گرمی اور کشیدگی میں اضافہ ہو رہا ہے۔ اس پر چیف جسٹس نے کہا کہ گرمی کا موقع مسکرا کر گزار دیں۔ ہم صرف میرٹ پر فیصلہ کریں گے۔ آپ بھی مسکرائیں گے۔ ہم بھی مسکرائیں گے۔ ایس ایم ظفر نے کہا کہ بدقسمتی سے عدلیہ اور پارلیمنٹ کا مسئلہ بنتا جا رہا ہے۔ ہم سب کو قومی مفاد کے لئے کام کرنا ہے۔

○ سپریم کورٹ کے مسٹر جسٹس ناصر اسلم زاہد اور جسٹس خلیل الرحمان پر مشتمل کوئٹہ میں ڈویژن بنچ نے سپریم کورٹ کے چیف جسٹس سید سجاد علی شاہ کی بطور چیف جسٹس تقرری کے خلاف انجمن اسلامیہ بلوچستان کی درخواست باقاعدہ سماعت کے لئے منظور کرتے ہوئے چیف جسٹس کو بھجوائی ہے کہ وہ اس کی سماعت کے لئے فل کورٹ بنچ تشکیل دیں۔ درخواست میں کہا گیا ہے کہ چیف جسٹس سینیارٹی کے اعتبار سے سپریم کورٹ کے دیگر ججوں سے جونیئر ہیں اور ان کی تقرری 20۔ مارچ 1996ء کے فیصلے کے متضاد ہے۔ عدالت کی اتھارٹی اور حیثیت متنازعہ بن گئی ہے۔

○ وفاقی دارالحکومت کے سینیئر صحافی شاہد اور کزئی نے وزیراعظم محمد نواز شریف کے خلاف توہین عدالت کے مقدمہ کی سماعت کے دوران اچانک کھڑے ہو کر وزیراعظم پر اپنے بھائی کے قتل کرانے اور فاٹا کے ارکان کی وفاداریاں خریدنے کے لئے انہیں ڈیڑھ کروڑ روپے دینے کے الزامات عائد کر کے عدالت میں سناٹا طاری کر دیا۔ سینیئر صحافی نے قرآن مجید ہاتھوں میں اٹھا کر وزیراعظم کے خلاف ان کی موجودگی میں الزام عائد کیا۔

○ باوثوق ذرائع کے مطابق ایک آئینی ترمیم تیار کی جا رہی ہے جس کے تحت ججوں کے مواخذے کا اختیار پارلیمنٹ کو دے دیا جائے گا۔ توہین پارلیمنٹ کے مرتکب کسی بھی جج کو اظہار وجوہ کا نوٹس جاری کر کے پارلیمنٹ میں طلب کیا جاسکتا ہے۔ کسی عدالت میں ترامیم چیلنج نہیں ہو سکیں گی۔ پارلیمنٹ کو اختیار ہو گا کہ وہ توہین عدالت ایکٹ مجریہ 1967ء واپس لے کر ختم کر دیا۔ مسلم لیگ اور حلیف پارلیمانی لیڈروں نے توثیق کر دی۔ ترمیم کے بعد سپریم کورٹ سمیت کوئی بھی عدالت منظور کردہ کوئی آئینی ترمیم معطل نہیں کر سکے گی۔

○ فیڈرل شریعت کورٹ میں توہین عدالت کے قانون کو چیلنج کر دیا گیا ہے۔ موجودہ قانون کے تحت جج خود ہی مدعی، گواہ اور منصف ہوتا ہے معافی کے علاوہ کوئی چارا نہیں رہتا۔ قانون دور غلامی کی یادگار ہے۔ یہ انصاف اور اسلام کے بنیادی اصولوں کے بھی خلاف ہے۔ ملزم دفاع میں مزید توہین کر دیتا ہے۔

○ سپیکر قومی اسمبلی الٰہی بخش سومرو کے خلاف بھی توہین عدالت کی درخواست سپریم کورٹ میں دے دی گئی ہے۔ درخواست گزار نے کہا ہے کہ سپریم کورٹ نے قومی اسمبلی کا ریکارڈ مانگا اور سپیکر نے جان بوجھ کر نہیں دیا۔

○ بی بی سی کی ایک رپورٹ کے مطابق وزیراعظم نواز شریف اور عدلیہ کے درمیان محاذ آرائی شدت اختیار کر گئی ہے۔ رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ قومی اسمبلی نے بھاری اکثریت سے توہین عدالت کے قانون میں ترمیم کی ہے۔ سینٹ نے بھی اسے منظور کر لیا ہے۔ اب صدر کے اس پر دستخط ہونا باقی ہیں۔ اس موقع پر صدر فاروق احمد خان لغاری کے رویہ کے بارے میں کوئی پیش گوئی نہیں کی جاسکتی۔

○ گھی اور چائے کی قیمتوں میں اضافہ ہو گیا ہے۔ جبکہ چینی کی قیمت میں کمی ہوئی ہے۔

○ راجن پور کے قریب ویگن اور بس کے تصادم میں 4۔ افراد ہلاک ہو گئے ہیں۔ بس ڈرائیور فرار ہونے میں کامیاب ہو گیا۔

دانتوں کا معائنہ مفت
ڈینٹسٹ رانا مدثر احمد
3-30 تا 7-30 شام
احمد ڈینٹل کلینک
طارق مارکیٹ اقصیٰ چوک
ربوہ

جرمنی سیل بند بیک پوٹنسی سے تیار کردہ
جرمن ہومیو فارمیسی (GHP) کی سیل بند زود اثر پوٹنسی

10ML قطرے	6X /30/200	1M / 1000	10M / 50M / CM
شوکیس طرز کی گلاس شیشی سیل بند	15/=	20/=	25/=
پیکانا پلاسٹک شیشی میں	13/=	18/=	23/=

نوٹ: ڈاکٹرز / سٹاکسٹ حضرات کیلئے 20/33 بر رعایت
خصوصی پیشکش خوبصورت اور دیدہ زیب بریف کیس

مع 117 - ادویات	خصوصی رعایت کیساتھ	اصل قیمت
10ML شوکیس طرز کی شیشی سیل بند	1800/=	2150/=
پیکانا طرز سپیشل پلاسٹک میں	1600/=	1875/=
" سادہ بکس میں	1300/=	1565/=
خالی خوبصورت بریف کیس	550/=	625/=
" سادہ بکس	275/=	315/=

ہومیو پیتھک ادویات وعلاج کیلئے با اعتماد نام
عزیز ہومیو پیتھک کلینک اینڈ سٹور
گول بازار ربوہ فون 35460 212399
تشخیص علاج ادویات
خصوصی رعایت

دوا تدبیر ہے اور دعا اللہ تعالیٰ کے فضل کو جذب کرتی ہے
مرض اٹھرا کا شافی علاج
حبوب مفید اٹھرا
اکسیر اولاد نرینہ (کورس)
٢٥٠/-
• ہمدردانہ مشورہ
• کامیاب علاج
• مفید و مجرب ادویہ
مطب ناصر دواخانہ (رجسٹرڈ) گولبازار ربوہ
PHONE: (04524) 211434-212434 FAX: 534

اسامیاں خالی ہیں
وارثیر کیمیکلز (پرائیویٹ) لمیٹڈ پنڈی بھٹیاں کو مندرجہ ذیل خالی اسامیاں پر کرنے کیلئے محنتی اور تجربہ کار افراد سے درخواستیں مطلوب ہیں۔
• پروڈکشن سپروائزر: عمر 30 تا 40 سال۔ پروڈکشن اور لیبر کو کنٹرول کرنے کا کم از کم 5 سالہ تجربہ۔ سوپ و کیمیکلز فیکٹری میں کام کرنے کا تجربہ رکھنے والوں کو ترجیح دی جائے گی۔
• ڈرائیور: عمر 25 تا 40 سال۔ اردو پڑھ سکتا ہو۔ ہیوی ڈیوٹی لائسنس ہولڈر کو ترجیح دی جائیگی
• چوکیدار: عمر 25 تا 35 سال۔ سابقہ فوجی کو ترجیح دی جائے گی۔
درخواستیں بمعہ تصدیق 5 دسمبر 1997ء تک ارسال کریں
وارثیر کیمیکلز (پرائیویٹ) لمیٹڈ پنڈی بھٹیاں (ضلع حافظ آباد)
0438-531522
فیکس 0438-531523
ہیڈ آفس: اسلم آرکیڈ 16 میکلوڈ روڈ لکشمی چوک لاہور
042-7325579
7325580